THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226519
UNIVERSAL
LIBRARY

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ

وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ ۝

ز تفسیر حقانی بالیقین
عیان شد چو کفر مفسرین

شد الہام تاریخ تکفیر او
والکفرین عذاب مہین
۱۳۰۴ھ

الحمد للہ کہ اندنون یہہ کتاب حرز جان اولو الالباب و محافظ ایمان ہر شیخ و شاب یعنی

جواب تفسیر حقانی ۱۳۰۴ھ

از تصنیفات حضرت مولانا محمد صادق صاحب پوربی نقشبندی مشعر افشا کفریات تفسیر حقانی

در مطبع نصرة المطابع دہلی طبع شد

ہوتی ہے یا آتش پرستوں کی دساتیر یا بت پرستوں کی دیدان یا بنی اسرائیل کی ساری تواریخ نقل کر دی ملکہ اگر ضرورت ہو تو نہایت مختصر کر کے
مشارکت جہلا و عوام اسکی زیادہ تر مؤید ہوگئی فقط ....

چونکہ اکمل الاخبار کو دیکھکر اکثر خطوط اطراف وجوانب سے
واسطے دریافت اصل حقیقت کے ہمارے پاس آئے ہیں اسلئے
اُنکی آگاہی کیواسطے ہم یہ مضمون درج ذیل کرتے ہیں بعض جو انصار کو ر
اکمل الاخبار دہلی مطبوعہ ۵۔ اگست ۱۸۸۸ء میں
محض اسوجہ سے کہ مطبع نصرت المطابع میں ایک
رسالہ شعر تردید کفریات مندرجہ تفسیر حقانی چھاپا جاتا
ہے جو سراسر خیرخواہی عامہ مسلمین کی غرض سے
تصنیف ہوا ہے امام فن مناظرہ اہل کتاب کی اسقدر
ہجو چھاپی گئی ہے کہ اس سے زیادہ کسیکے خیال
میں بھی نہ آئے۔ یہ حال مسلمانوں کا ہے امام
صاحب کو لکھا ہے کہ پادریوں نے تفسیر حقانی کا
رد لکھنے کیواسطے انہیں مقرر کیا ہے خدا کی لعنت
اور غضب ہو ایسا جھوٹھ بکنے والے اور چھاپنے
والے پر اور عدالت سے جو سزا ملیگی وہ اسکے
علاوہ ہے۔ تمام شہر میں ایک بھی ایسا نہ پایا جائیگا
جو اس بات کو جھوٹھ نہ جانتا ہو تب بھی چھاپنے
والے کو ذرا بھی شرم نہ آئی اگرچہ ایسا بڑا جھوٹھ
بولنے میں جو لوگ کہ محض بے اعتبار ہیں وہ
بھی شرم کرجاتے ہیں۔ پس باوجود ایسے افعال کے
اگر خدا کیطرف سے مسلمانوں پر ادبار نہ آئے تو
اور کیا ہو چونکہ تفسیر حقانی میں انبیاء علیہم السلام
کی عزت فضیحت چنانچہ حضرت عیسےٰ اور حواریوں
کی زناکاری اور گدہے سے نعوذ باللہ حضرت عیسیٰؑ
کو تشبیہ اور نو مہینے رحم میں خون کھاکر مقام مخصوص
سے پیدا ہونا اور خدا کا شہوت رانی کے فرمائشات
کو پورا کرنا اور دہوبی سقوں کے لھنڈا اور کلغی طرہ
والوں کی مرمشی کی رعایت قرآن میں ہونا وغیرہ
سینکڑوں کفریات مرقوم ہیں شاید یہ مفسر سمجھا ہے
کہ انبیاء علیہم السلام کی فضیحت کرنے سے میں
پکا مسلمان سمجھا جاؤنگا لیکن اسے یہ نہیں معلوم
ہے کہ حضرت رسول اللہ صلعم ایسے مسلمان پر لعنت
بھیجتے ہیں اور کسی پیغمبر کو برا کہنا ایسا ہے جیسے
حضرت رسول صلعم کو برا کہا اور قرآن کو باطل
کیا جسمیں سخت تاکید ہے کہ و لم یفرقوا
بین احد منهم (نساء ع ۲۱) اور جبکہ
اتنی لیاقت ہی نہ تھی تو کیوں اسطرح پر رد انصار
کرکے اپنا منہ کالا اور اپنی عاقبت برباد
کی اور اوروں کو بھی بے ایمان بنانیکے واسطے
یہ تفسیر حقانی تصنیف کی اکمل الاخبار میں
لکھا ہے کہ مصنف تفسیر حقانی تمام مخالفان
نیچریہ عیسائیان اور دہریوں اور یورپ
کے فلاسفروں کے مقابلہ میں تصنیف کرتے
ہیں اسے بڑھکر کتنے ہی خبطیوں نے یقین
کرلیا ہوگا کہ مصنف تفسیر حقانی رد کرنے میں
بلاثانی ہیں حالانکہ ہنوز اسے یہ بھی نہیں
معلوم ہے کہ اسلام کسے کہتے ہیں چنانچہ
اس تمام تفسیر حقانی سے اسکا ثبوت ظاہر
ہے پس ایسا شخص کیا جانے کہ دہریہ اور
عیسائیان اور یورپ کے فلاسفر کس پہاڑ
کے پتھر ہیں۔ انہیں باتوں کے منع کرنیکے
جرم میں امام صاحب کی اکمل الاخبار میں یہ
ہجو چھاپی گئی دیکھئے خدا کب تک ان باتوں کی
برداشت کرتا ہے حالانکہ خود مصنف تفسیر حقانی
عبدالحق صاحب امام صاحب کے پاس حاضر ہو کر دو گھنٹہ تک
امام صاحب کے آگے اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا جو
تفسیر حقانی میں اُنسے ہوئی ہیں اقرار اور معذرت
کرتا رہا اور شیخ انعام اللہ سوداگر کی زبانی
اسی رات کو ایسی خوشامد کہ جس سے زیادہ
ممکن نہیں ہے کہلا بھیجی اور جب حاجی حافظ
احسان اللہ اور حاجی محمد دین خانصاحبان
اس بات کو پوچھنے کے واسطے کہ وضعی حدیث
دارمی کو بخاری کی حدیث تفسیر حقانی
میں لکھدیا ہے دونوں جلدیں بخاری کی لیکر مصنف
تفسیر حقانی کے پاس پہنچے کہ بتلاؤ تو بخاری میں یہ حدیث
کہاں ہے تب وہ اس باختہ ہوگئے اور اسوقت انکو
معلوم ہوا کہ بخاری میں یہ حدیث نہیں ہے بلکہ
صحاح کی کسی کتاب میں نہیں ہے۔ یہ سب باتیں اگر
جھوٹھ ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ کبھی سنا ہوگا کہ بجائے
جواب لکھنے کے ہجو چھاپی جائے کیا کسی شریف اور ذی علم
سے ایسی حرکت ہو سکتی ہے اور تئیس برسوں
سے امام صاحب کو سب لوگ اس شہر
میں دیکھتے ہیں۔ وہ ہمیشہ اون پیروان شیطان کو جو
انبیاء کو گالیاں دینا اپنے سچے مسلمان کہلانیکا
وسیلہ جانتے ہیں منع کرتے ہیں کبھی خیال آسکتا
ہے کہ وہ پادریوں کیطرف سے تفسیر حقانی
کا جواب لکھنے کیواسطے مامور ہوئے۔ ایسا جھوٹھ
مشتہر کرنیوالوں پر تعجب کہ آسمان نہ پھٹ پڑا مگر
اس سے بھی زیادہ خدا نے ان لوگوں کے
واسطے عذاب تجویز کیا ہوگا۔ کیونکہ خدا
ایسے مردم آزاروں سے درگذر کبھی

نہ کریگا۔ الحاصل جب تفسیر حقانی کی حمایت میں اسقدر نالائق باتیں اکمل الاخبار میں درج ہوئی ہیں تو اس سے سمجھ لینا چاہئے کہ وہ تفسیر خود کسقدر نالائق باتوں کا مجموعہ ہوگی۔

ترجمہ عبارت تفسیر تجبیل التنزیل

اب ہم ذلک الکتاب کی تفسیر کا جو امام صاحب نے لکھی ہے فارسی سے اردو میں ترجمہ کرکے یہاں لکھے دیتے ہیں تاکہ اکمل الاخبار میں جو اسکی بابت لام کاف امام صاحب کے حق میں بکا گیا ہے سب لوگ اچھی طرح اسمیں امتیاز کرلیں وھو ہذا

ذلک الکتاب وہ کتاب جو لوح محفوظ پر خدا کے حکم سے لکھی گئی لفظ الکتاب سے بعضوں نے توریت مقدس مراد لی ہے اور بعضوں نے قران مجید پس جو لوگ کہ اس سے توریت مراد سمجھتے ہیں اُنکے دلائل یہ ہیں کہ ذلک اشارہ بعید ہے اور چونکہ کتب الہامیہ میں سب سے قدیم توریت ہے پس اسی بُعد کی مدت عہد نزول توریت کے سوا تجویز نہیں کرسکتے ہیں دوسرے یہ کہ قران مجید میں لفظ الکتٰب عموماً توریت کیواسطے مستعمل ہوا ہے تیسرے یہ کہ مفہوم ان دونوں جملوں کا جو لفظ والذین یومنون سے جدا کیا جاتے ہیں اسطرح پر ظاہر ہے کہ جملہ اول میں خطاب بطرف اہل کتاب ہے اور جملہ ثانی میں بطرف مومنین اسلام چوتھے یہ کہ اس آیت کے نازل ہونیکے وقت قران مجید میں بہت کچھہ نازل ہونا باقی تھا اسوجہ سے قران تمام و کمال کتاب اسوقت تک ہوا ہی نہ تھا پانچویں یہ کہ قران مصدق توریت اسیوقت ہوسکتا ہے جبکہ توریت کا مقدم ہونا تسلیم کرلیا جائے پس اگر توریت موجود نہیں تو قران تصدیق کسکی کرتا ہے۔ چھٹویں یہ کہ

اس تمام پارہ اول میں سوا توریت وغیرہ اور اہل کتاب کے کوئی دوسرا ذکر خدا نے نہیں فرمایا ہے فقط دو ایک آیتوں میں منافقوں کا ذکر ہے وہ بھی بعد رجوع اصل واقعہ اہل کتاب سے بے علاقہ نہیں ہے اور تمام پارہ میں اول سے آخر تک توریت کے قصص وغیرہ مرقوم ہیں اس وجہ سے سورہ کے شروع میں توریت کی طرف اشارہ لازم معلوم ہوتا ہے ساتویں یہ کہ مفسرین قران مجید نے بھی لکھا ہے کہ یہ آیتیں یعنی یہ دونوں جملے جو بالاخرۃ ھم یوقنون تک ختم ہوتے ہیں مومنین اسلام اور اہل کتاب کی شان میں ہیں چنانچہ تفسیر حسینی کی یہ عبارت ہے این آیتہا کہ گذشت در شان مومنان ست از اہل اسلام و اہل کتاب چوں عبداللہ بن سلام و اصحاب او رضی اللہ عنہم۔ پس جبکہ یہ تسلیم کرلیا گیا تو ان دونوں جملوں میں سے خواہی نخواہی جملہ اول میں اہل کتاب مخاطب کئے گئے ہیں نہ یہ کہ دوسرے جملہ میں اور اسکے بعد دو بار لفظ اولٰئک کا آنا بھی دونوں فریق یعنے اہل اسلام اور اہل کتاب کی طرف صریح اشارہ کرتا ہے اور وہ لوگ جو ذٰلِکَ الْکِتٰبُ سے قران مجید مراد سمجھتے ہیں اس جماعت میں بہت سے علماء شامل ہیں اور ہمیں انہیں کا ادب و تکریم کرنے سے چارہ نہیں ہے اور اگر اس سے کچھہ تجاوز کروں تو کہہ سکتا ہوں کہ ذلک الکتٰب سے توریت اور قران دونوں مراد ہے کیونکہ شریعت کی ابتدا توریت سے اور انتہا قران مجید سے ہوئی اور یہ دونوں کتابیں کو الف ایزد

اور صحائف مرتب در انواع احکام و اقسام الہام میں متحد و متفق ہیں اسیوجہ سے جو توریت کا نام ہے وہی قران کا بھی نام حق تعالے نے فرمایا یعنی فرقان واعطینا موسی وھارون الفرقان اور جب کفار سے کتاب کی بابت ارمانش ہوا تو حق تعالے نے انہیں دونوں کتابوں کی مانند اُنسے کتاب طلب فرمائی فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدی منہما پس نوعیت اور جنسیت میں یہ الہامات سابق و لاحق لوح محفوظ سے ایک ہی کتاب ہے نہ یہ کہ چند کتابیں سو جبکہ اگر ذلک الکتاب سے توریت مراد ہے تو قران اُسمیں شامل ہے اور اگر ذلک الکتاب سے قران مراد ہے تو توریت اُس سے بیگانہ نہیں ہے الخ

اب اس مضمون کے سمجھنے کے لئے مصنف تفسیر حقانی جیسے عقل والیکو چند نشتیں اسلام میں گذرنی چاہئیں تب شاید سمجھہ سکیں اور ناظرین کو چاہیئے کہ اس مضمون کو پڑہکر اسپر اعتراض کرنیوالیکے جو مناسب حال الفاظ ہوں انہیں ضرور استعمال فرمائیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ امام صاحب نے جو تفسیر قران مجید تصنیف کی ہے جسکا نام تجبیل التنزیل ہے وہ تفسیر حقانی کے جواب میں نہیں وہ قران مجید کی تفسیر ہے اور واہی تباہی تصنیفوں کی خرافاتوں کا اسمیں اشارۃً تک نہیں ہے ہاں تفسیر حقانی کے کفریات کا جواب ایک اور رسالہ ہے جو اس مطبع میں چھپا ہے اسکا نام جواب تفسیر حقانی ہے اور فیصلہ اسکی قیمت ہے ہر شخص کو اس رسالہ کے پاس رکھنے سے اسیقدر تقویت ایمان ہوگی جسقدر تفسیر حقانی کے پاس رکھنے سے ایمان جاتے رہنے کا خوف ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رب انصرنی علی القوم المفسدین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد والہ واصحابہ اجمعین - امابعد ہیچمدان عبدہ محمد صادق پور لی نقشبندی خدمت مین ١٠
ارباب ودانش ودین کی ملتمس ہے کہ اندنون مین نے ایک نئی تفسیر قرآن یعنے جلد اول تفسیر حقانی عبارت اردو مصنفہ مولوی عبد الحق مطبوعہ
دہلی سنہ ۱۳۰۵ ہجری اور جلد ثانی جو قرآن مجید کے پارہ اول کی تفسیر ہے ایک سرسری نظر سے دیکھی جلد ثانی کے صفحہ ۵ میں یہہ عبارت ہیکہ الہام الہی نے
مجہہ سے بے لیاقت کو اردو مین ایسی تفسیر لکہنے پر مامور کیا انتہی اور دونون جلدون کے صفحہ اول مین جو لوح ہے اوسمین بڑے دعوے کے ساتہہ
یہہ عبارت مرقوم ہے کہ جمیع مذاہب یعنے یہود ونصاریٰ ومجوس وہنود ودہریون ونیچریون وغیرہ کی تحقیق وتردید اس تفسیر مین کی گئی ہے
انتہی اور جلد اول کے آخر صفحہ مین جو ۴۹۰ صفحہ ہے اوس مین تفسیر کا جواب لکہنے والے کے واسطہ ایک لاکہہ روپیہ انعام کا وعدہ ہے اور اوسی
جلد اول کے صفحہ ۲۶ و ۹۰ مین مفسر الہام یافتہ فرماتے ہین کہ اگر افلاطون اور ارسطو اس بیان کو سنتے تو میرے ہاتہہ چوم لیتے انتہی اور صفحہ ۴۲ ا
جلد اول مین مفسر الہام یافتہ نے امام شافعی پر اپنی فضیلت ظاہر کی ہے اور صفحہ آخر جلد ثانی تفسیر حقانی میں جو فہرست مضامین کا دوسرا صفحہ ہے مفسر الہام یافتہ
فرماتے ہین کہ شاید ابتک حضور نظام کے گوش حق نیوش تک یہہ خبر نہین پہونچی کہ ایک مفلس بے سروسامان نے اس کام کا بیڑا اوٹہایا ہے
انتہی یعنے اس لاثانی تفسیر حقانی کی تصنیف کا بیڑا اور صفحہ ۱ جلد ۲ کے آخر مین مصنف الہام یافتہ نے اپنا اولیاء اللہ مین سے ہونا بہی ظاہر کر دیا ہے
چنانچہ سورہ الحمد کی تفسیر مین آپ فرماتے ہین اس سورہ کو مع اون تمام اسرار کے ملاحظہ کرنا چاہیئے کہ جو اوپر بیان ہوئے اور اونکے سوا
اور بیشمار اسرار ہین کہ جنکو مین نہین جانتا اور جانتا ہوں تو بیان کرنے سے عاجز ہوں کہ جنکو اولیاء امت اور اہل باطن جانتے ہین اور وہ سب
اسرار ان لفظوں سے ذرا تامل کرنیسے بیساختہ منکشف ہوتے چلے جاتے ہین - انتہی یعنے بیشمار اسرار جنکو اولیاء امت اور اہل باطن جانتے ہین
مین جانتا ہوں مگر بیان نہین کر سکتا تاہم وہ سب اسرار اس تفسیر حقانی کے انہین لفظوں سے غور کرنے والے پر بیساختہ منکشف ہوتے
چلے جاتے ہین اگر پڑہنے والا بہی مفسر الہام یافتہ کیطرح اولیاء امت اور اہل باطن سے ہو شعر باش ہان کو راست چاہیے بہتو اکتہ
انہین باتون کو دیکہہ کر عام لوگ اوس تفسیر کو لاثانی سمجہنے لگے افسوس کہ اب اسقدر فہم بہی لوگوں مین نرہا جو اوس تفسیر کی اردو عبارت کو بہی
جسمین انتہا درجے کا کفر اور اسلام کی فضیحت اور قرآن کا ابطال اور انبیا علیہم السلام کی تحقیر بلکہ اونہین مغلظ دشنام وغیرہ مرقوم ہے سمجہہ سکین
اسلئے مین نے محض بوجہ غیرت اسلام وخوف بازپرس ملک العلام مختصر کیفیت اوس تفسیر کی بطور مشتی نمونہ ازخروارے لکہکر جو مجہہ پر واجب تہا ادا کر دیا
تاکہ سب لوگ باقی مضامین تفسیر کو بہی اسی پر قیاس کر لین اور مخالفین اسلام ایسی بدحقیقت کتابون کو اسلام کی معتبر ومستند تصنیفات نہ سمجہہ لین
ایسی تصنیفات سے سب علماء اسلام کی لیاقت کا خاتمہ یا اونپر حرف نہین آسکتا ہے کیونکہ یہہ دستور ہے کہ جو کچہہ نہین جانتا ہے وہی بڑا
دعوی کرتا ہے اگرچہ غیرون کی نظر مین دین محمدی کی خفت ہوا اور سمجہین کہ مسلمانوں کا اتنا بڑا مولوی جو اپنی کتاب کا جواب لکہنے والے کیواسطے لاکہہ روپیہ

الہام کا اشتہار کرتا ہے اور الہام یافتہ اور اولیائے امت و اہل باطن میں سے ہونے اور تمام مذاہب یہود و نصاریٰ و مجوس وغیرہ کو رد کرنے کا دعوے
کرتا ہے جب وہی دین اسلام کی بے اصلی ثابت کرتا ہے تو اب عموماً مسلمانوں کو کسطرح کے انکار کی گنجایش کہاں رہی پس انہیں باتوں کا خیال
کر کے میں نے یہہ رسالہ جسکا نام **جواب تفسیر حقانی** ہے چھپوا دیا خدا اسے اور مجھے قبول فرمائے اب مفسر صاحب کیطرف میرا روے سخن ہے کہ اس رسالہ کے
جواب میں اگر ذرا بھی گستاخی کو آپنے دخل دیا تو عدالت کا دروازہ دیکھہ رکھئے اور لاکھہ روپیہ انعام کا جسکا وعدہ آپنے کیا ہے مجھے مستحق تصور فرمائیے الہام یافتہ کی لیاقت کو یا جو
دعوے تردید جملہ مذاہب اسی علامت سے پہچان لینا چاہئے کہ اونہیں دین اسلام سے بہی قدرے قلیل واقفیت نہیں ہے اب میں بیشتر اونکی اردو عبارت بطور نمونہ نقل
کرتا ہوں - جلد اول تفسیر حقانی صفحہ اول میں آپ فرماتے ہیں یہہ عالم کہ جسمیں رنگ برنگ کی صنعتیں اور طرح بطرح کے انتظام و استحکام ہیں از
خود نہیں بلکہ اسکا بنانیوالا اور عدم سے ہستی میں لانیوالا کوئی بڑا حکیم رحیم سمیع بصیر کلیم علیم ہے الخ اس فقرہ میں علاوہ اور نادرستیوں کے جنکو اہل زبان
سمجہہ گئے ہونگے بیان صفت خلاقی میں بجاے صانع و قدیر کی سمیع و بصیر کلیم علیم کیا خوب آیا ہے - **قولہ** سب عیوب سے پاک الخ سب نقصونسے
پاک لکھنا چاہئے تہا **قولہ** اپنی ذات و صفات میں ممکنات سے ممتاز ہے الخ یہہ فقرہ اوسکے بعد کہ جسکا کوئی شریک کوئی سہیم ہے الخ اسطرح پر ہے
جیسے کوئی کہے کہ فلان شخص بڑا لکھہ پتی بلکہ ہزاری ہے یعنے بیتدا اعلے صفت بیان کرکے پہر نیچے کو گرایا گیا **قولہ** جب ہمارے روبرو کوئی صندوقچہ
یا کوئی تخت آتا ہے یا کوئی مکان کمرہ حویلی دکہائی دیتا ہے الخ یہہ مکان کمرہ حویلی قابل غور ہے **قولہ** کسقدر یقین ہوتا ہے کہ ضرور اسکا کوئی نہ کوئی
بنانیوالا ہے جو اس علم و ہنر میں طاق اور اپنی کاریگری میں شہرہ آفاق ہے الخ یعنے کوئی صندوقچہ یا تخت یا مکان ہو اوسکا بنانیوالا شہرہ
آفاق ہوتا ہے اب قلعہ اکبر آباد یا روضہ تاج بی بی بنانیوالے کیواسطے کونسا لفظ باقی ہے جو اوسکی صفت میں استعمال کیا جائے **قولہ** اور یون سوفسطائیہ
لاادریہ اور سوفسطائیہ عندیہ کے فضول شکوک اور بیہودہ وسواس کا تو کچہہ علاج نہیں الخ جو فرقے کہ موجود ہیں اونکی جوابات کیا خوب دئے گئے ہیں
جو سوفسطائیہ کو جنکا دنیا میں نام و نشان ہی نہیں ہے اس ایک لفظ میں کہ کچہہ علاج نہیں آپ نے بالکل رد کردیا (صفحہ ۲ جلد اول) **قولہ** چونکہ
اشرف المخلوقات حضرت انسان کے سوا چہار محسوسات ہیں جیسا حجر و شجر حیوانات گہوڑا گدہا گاے بہینس الخ   حجر و شجر حیوانات گہوڑا
گدہا وغیرہ کی داد ناظرین قدرشناس کے ذمہ واجب ہے کہ موالید ثلاثہ پر یہہ ستہ ضروریہ کو کس خوبی سے مزید فرمایا گیا ہے یہاں کوئی یہہ سمجہے کہ
حیوانات کی یہہ تشریح کی گئی ہے چنانچہ اوسکے ساتہہ حجر و شجر بہی موجود ہے اور اوسکی کچہہ بہی تشریح نہیں فرمائی ہے **قولہ** پرندا و نچے اونچے درختوں کی
شاخوں اور بلند پہاڑوں کی چوٹیوں میں اپنے مناسب کیسے کیسے گہونسلے بناتے ہیں حشرات الارض کو بہی تعلیم کیا کہ وہ زمین میں سوراخ بنائے الخ
اب یہہ معلومات گہونسلے اور سوراخ بنانیکی بغیر اس تفسیر کو دیکہے کسکو حاصل ہو سکتی تہی علاوہ اسکے یہہ گہونسلے اور سوراخ پرندوں اور حشرات کی
قواے کا مقتضی نتہا بلکہ تعلیم اسکا سبب ہوئے ورنہ مینڈکیاں ہوا پر اوڑتی پہرتیں اور چیلیں سوراخ زمین میں گہسی رہتیں **قولہ** درختونکی صورت
نوعیہ کو یہہ الہام ہوا الخ اگرچہ کافی تہا کہ درختونکو یہہ الہام ہوا لیکن ایسی سیدہی باتیں جاہلونکا روزمرہ ہے علما کا طرز بیان یوں چاہئے کہ درختونکی
صورت نوعیہ کو نہ یہہ کہ درختوں کو اگر کوئی کہے کہ اوحے ربک الی النحل قرآن میں ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ تو خدا نے بتلادیا ہے اور درختونکی
الہام کی خبر مفسر صاحب کو اپنی ذاتی الہام سے جسکا دعوے ہے کہ الہام الہی نے مجہے اردو میں تفسیر لکہنے پر مامور کیا پہونچی ہوگی **قولہ** جو زمین پر پہیل ہوکر
پہیلے ہیں وہ بلند نہونے پائیں بلند ہونیوالی زمین پر پہیل بنکر نہ پہیل جائیں جسکا گول بنتا ہے وہ ہمیشہ گول رہے اور جسکا لمبا بنتا ہے وہ ہرجگہ
ویسا ہی رہے الخ یعنے یہہ نہیں کہ درختوں کو استعدادی اسیقدر عطا ہوئی کہ وہ اپنی ماہیت سے تجاوز نہیں کرسکتے بلکہ درختونکی صورت نوعیہ کو
یہہ الہام ہوا ورنہ تاڑ کا درخت جہربیری ہوجایا کرتا اور جہربیری سال میں کئی بار تاڑ ہوجاتی یہی مضامین ہیں کہ اگر افلاطون اور ارسطو سنتے تو تعقل

مفسر الہام یافتہ نے بھی تو یہہ مفسر صاحب کے چوم لیتے قولہ اوس رحیم و کریم کو اپنے پیارے انسان کی دنیا و دین معاش و معاد دونوں کے انتظام کرنے پڑے الخ یہہ پیارے کا لفظ مفسر علامہ کے کلام میں کیا ہی پیارا معلوم ہوتا ہے قولہ کسیکو بڑہئی کے کام میں ایسا الہام ہوا کہ اوسنے لکڑی کے ہزار ہا عمدہ عمدہ کار آمد چیزیں بنائیں کسیکو لوہار کے کام میں الہام ہوا کہ اوسنے عجب عجب ایجاد کئے کینچے تار برقی ریل گاڑی دخانی جہاز کپڑا بننے کی عجایب غرایب کلیں فوٹوگراف ٹیلیفون عمدہ عمدہ توپیں تارپیڈو وغیرہ صدہا چیزیں ایجاد کیں الخ ہذا اوس الہام میں جو اپنے پیغمبر آخر الزمان صلعم کو دیا گیا تصویر حرام کردی تھی مگر اس الہام میں جو بڑہئی اور لہار وغیرہ کو ہوا خدا نے فوٹوگراف خود سکھلا کر مصور بنا دیا کیونکہ ناسخ و منسوخ تو قرآن میں بھی ہے یہہ الہام جدید اگر اوس الہام قدیم کا ناسخ ہوا تو کیا تعجب ہے کیونکہ جدید قدیم کو منسوخ کرتا ہے نہ یہہ کہ قدیم جدید کو اسوجہ سے قرآن اس جدید الہام کو منسوخ نہیں کر سکتا ہے اور یہہ جدید الہام قرآن کو منسوخ کر سکتا ہے اور چونکہ قرآن کی تلاوت کرنیوالے اکثر تصویروں وغیرہ سے ناآشنا رہتے ہیں اسلئے اس تفسیر قرآن یعنے تفسیر حقانی میں بذریعہ اس الہام جدید کے جو لہار وغیرہ کو ہوا ہدایات قرآنی کے پابندوں کو تصویر وغیرہ میں دستگاہ حاصل کرنیکی ترغیب کیا ہے موزوں ہوئی ہے علاوہ اسکے بڑہئی اور لہار اگرچہ اکثر دیبی بھوانی کے پوجنے والے ہوتے ہیں مگر باوجود مذاولت بت پرستی خدا نے الہام سے مالامال اور نور علی نور کر دیا اور توپیں و تارپیڈو اور ریل گاڑی وغیرہ بنانیوالے اہل فن کے آنکھوں کے سامنے تو نصاریٰ ہیں جو خدائے واحد میں تثلیث کو شامل کرتے ہیں پس باوجود تثلیث پرستی کے وہ الہام یافتہ ہوگئے اب کسیکو پابندی اسلام کی حاجت نہ رہی کیونکہ ساری عمر مسلمان رہنے کے باوجود جب الہام یافتہ نہیں ہوتے ہیں تو اس سے یہہ بت پرستی اور تثلیث پرستی کہیں بہتر ثابت ہوئی کہ نہ فقط ایماندار بلکہ الہام یافتہ ہو جاتے ہیں جیسی مفسر علامہ باوجود کفر صریح الہام یافتہ ہوگئے اگر مسلمان رہتے تو شاید تمام عمر الہام یافتہ نہوتے ان سب باتوں کے ساتھہ وغیرہ وغیرہ کا لفظ مفسر علامہ کی تحریر میں انگریزی طرز کو کیا خوب جلوہ گر کر رہا ہے اب یقین کر لینا چاہیے کہ اسی قاعدہ مجوزہ مفسر الہام یافتہ کے بموجب طبلہ اور سارنگی بنانیوالے اور بجانیوالے کو الہام یافتہ نہ سمجھنے کی کوئی وجہ نہیں ہے کیونکہ ان لوگوں کی ہنرمندی بڑہئی اور لہار کی ہنرمندی سے کہیں زیادہ سمجھی جاتی ہے واضح ہو کہ سید احمد خان صاحب بہادر بانی مذہب نیچر نے اپنی کتاب تفسیر القرآن کے صفحہ ۲۸ میں لکھا ہے کہ لہار بھی اپنے فن کا امام یا پیغمبر ہو سکتا ہے انتہیٰ اسی مضمون کو اس تفسیر حقانی میں مولانا عبد الحق صاحب مفسر نے بانی مذہب نیچر کی کتاب سے اوڑایا اور اوس سے زیادہ ترقی کر کے اوس مضمون کا مرتبہ دوبالا کر دیکھایا باوجود اسکے دونوں جلدوں تفسیر حقانی کے لوحوں پر یہہ عبارت موجود ہے کہ یہود و نصاریٰ و ہنود و نیچریوں وغیرہ کے تردید اس تفسیر میں بخوبی کر دی ہے واہ مفسر صاحب خوب بیوقوفوں کی آنکھوں میں خاک جھونکی ہے اب یہانتک تفسیر حقانی سے فقط ڈیڑہ صفحے کے بعض مضامین باوجود ترک کر دینے بہت سی عبارتوں کے میں نے نقل کئے ہیں تا معلوم ہو کہ ساری تفسیر حقانی انہیں صفات سے مملو ہے پڑہنے والا ذرا سی فہم چاہیے مگر اب اوسکی متفرق مقامات سے بطور نمونہ بعض مضامین نقل کرونگا او گھوڑا اینٹھنا اور ہاتھی چنگھاڑنا اور بکری ممیاتی جو صفحہ ۱۵۰ میں مفسر الہام یافتہ نے لکھا ہے اور اسی قسم کے اور محاورات جو متفرق مقاموں میں ہیں انکے ذکر کی اس مختصر میں گنجایش نہیں ہے پس مفسر الہام یافتہ کی اردو بولنے کی تو یہہ کیفیت ہے جو مذکور ہو چکی اب اونہوں نے اس تفسیر حقانی میں جو قرآن مجید کے ساتھہ سلوک کیا ہے وہ آیندہ مذکور ہے۔

نصف قرآن مجید باطل ہونیکے دلایل مندرجہ تفسیر حقانی

(صفحہ ۴۵ و ۴۶ جلد اول) **قولہ** پس وہ جو بعض مفسرین آیات میں بتکلف ربط دہی کے لئے ہر جگہ ایک قصہ طول طویل نقل کر کے اوسکو شان نزول بتلاتے ہیں محض تکلف فضول ہے بلکہ بہت طویل و عریض قصص انبیا جو مفسرین نے اپنی کتابوں میں نقل کئے ہیں سب علماء اہل کتاب سے منقول ہیں حدیث میں نہیں آئے ہیں اور جو کسیقدر ہیں تو بہت ہی کم ہیں الخ یعنے طویل و عریض قصص انبیا کو غیر متبع علماء اہل کتاب سے نقل کیا ہے اسلئے محض تکلف فضول ہے حالانکہ وہ علماء اہل کتاب سے منقول ہیں

نہ یہ کہ جہلاء اہل کتاب سے اور تفسیر حقانی میں یہ سب تار برقی اور ریل گاڑی دخانی جہاز کیرا بننے کے عجایب غرایب کلین فوٹوگراف ٹلیفون عمارہ عمدہ
توپیں تارپیڈو وغیرہ وغیرہ جو الہام یافتہ لوگوں نے بنائیں جنکا ذکر صفحہ ۳ تفسیر حقانی میں ہے یہ اہل کتاب نہیں بلکہ مفسر کی نظر میں شاید
علماء اسلام ہیں اسلئے انکا اوصاف کرنا تکلف فضول نہیں بلکہ عین ذریعہ نجات آخرت ہے کیونکہ قرآن کی تفسیر میں جو تعلیمات آخرت کیواسطے مخصوص ہے
یہ سب منقول ہوا ہے علاوہ اسکے یہ اقوال علماء اہل کتاب جو مفسرین نے نقل کرکے محض فضول تکلف کیا ہے اگرچہ حدیث میں بہت ہی کم ہیں
لیکن وہ جو بہت ہی کم ہیں تب بھی بقول مفسر الہام فیہ علماء اہل کتاب سے انکا منقول ہونا تو ثابت رہا پس وہ بھی فضول تکلف ہوا یا نہیں
ہیہات ازیں غنیمت کہ مفسرین نے زیادہ محض تکلف فضول کیا اور رسول اللہ صلعم نے کم مگر محض تکلف فضول کے الزام سے حضرت رسول اللہ
صلعم کو مفسر الہام فیہ نے کب محفوظ رکھا اور اسکی تو مفسر صاحب کو خبر ہی کہاں ہے کہ قرآن و حدیث میں سب سے زیادہ وہی باتیں ہیں جو علماء اہل کتاب نے
اپنے توریت و صحف انبیاء علیہم السلام سے منقول ہیں کیونکہ علماء وہی باتیں بیان کرتے ہیں جو کتاب میں ہوتے ہیں اسیلئے فرمایا حقتعالے جاننا نے
کہ فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اہل ذکر سے مراد باتفاق جمہور علماء اسلام اہل کتاب ہیں اور اسیوجہ سے قرآن مصدق توریت باربار مذکور ہوا
اور حقتعالے سورہ انعام میں صاف فرماتا ہے ثم اٰتینا موسی الکتٰب تماما علی الذی احسن وتفصیلا لکل شیء وھدی ورحمۃ لعلھم بلقاء ربھم یومنون وھذا کتٰب انزلنٰہ مبارک فاتبعوہ
واتقوا لعلکم ترحمون ان تقولوا انما انزل الکتٰب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستھم لغفلین او تقولوا لو انا انزل علینا الکتٰب لکنا اھدی منھم فقد جاءکم بینۃ من ربکم وھدی ورحمۃ

یعنے پھر دی ہمنے موسی کو کتاب پورا فضل نیکی والے پر اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور مہربانی شاید یہ لوگ اپنے رب کا ملنا یقین کریں اور
ایک یہ کتاب ہے کہ ہمنے اوتاری برکت کی سو اسپر چلو اور بچتے رہو شاید تمپر رحم ہو اسواسطے کہ کبھی کہو کتاب جو اوتری تھی سو دو ہی فرقوں پر
ہمسے پہلے اور ہمکو انکے پڑھنے پڑھانیکی خبر نہ تھی یا کہو اگر ہم پر اوترتی کتاب تو ہم راہ چلتے انسے بہتر سو آچکی تمکو تمہارے رب سے شاہدی اور ہدایت اور
مہربانی (ترجمہ شاہ عبد القادر رح) یہاں کوئی وجہ ایسے نہیں بیان ہوئی کہ جس سے توریت کا ناقص یا تبدیل ہونا پایا جائے بلکہ یہہ وجہ فرمائی
کہ شاید تم کہو کہ ہم ان اگلی کتابونکو جو عبرانی اور یونانی میں ہیں پڑہ نہیں سکتے پس تمہاری زبان یعنے عربی میں بھی یہہ کتاب دی گئی۔ انتہی کیونکہ اگر
قرآن مخالف توریت وغیرہ ہو تو یہی ثابت ہوگا کہ اوس خدا کا نازل کیا ہوا نہیں ہے جسنے توریت نازل کی پس صحیح اسلام تو یہہ ہے جو خدا نے بتلادیا
اور جو مسلمان کہ اسکے خلاف ہیں ہم نہیں جانتا کہ وہ کس قسم کے مسلمان ہونگے اور حضرت شاہ عبد العزیز رح تفسیر فتح العزیز میں آیہ مصدقا لما بین یدیہ
وھدی وبشری للمومنین کے تفسیر میں فرماتے ہیں کہ روزے حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض گذر میکرد که متصل مدرسہ یہودیان بود برائے خبرگیری
وتفقد حال ان زمین میرفتند وایشان را عادت چنین بود کہ ہرگاہ از آں راہ میگذشتند در مدرسہ یہودیان داخل میشدند و از ایشان بعضے مواعظ و
حکمتہائے توریت و دیگر کتب پیشیں می شنیدند و تعجب میکردند کہ کتب الٰہیہ باہم چہ قسم مصدق یکدیگر واقع شدہ اند انتہی اور یہاں سے وہ حدیث دارمی کی
جسمیں حضرت عمر رض کو توریت پڑھتے ہوئے دیکھکر حضرت رسول اللہ صلعم کا چہرہ شدت غضب سے متغیر ہوگیا صریح وضعی ثابت ہوئی کیونکہ باوجود اسقدر
سخت تہدید کے ممکن نہ تہا کہ حضرت عمر رض مدرسہ یہودیان میں جاکر توریت سُنا کرتے اور جبکہ اسقدر نفرت آنحضرت صلعم کو توریت سے تھی پھر آپ ہی توریت
منگاکر اوسکا کمال ادب کرنیکے کیا وجہ تھی چنانچہ جب توریت سامنے آئی تو ابوداؤد میں یہہ حدیث ہے فنزع الوسادۃ من تحتہ و وضع التوراۃ
علیھا و قال اٰمنت بک و بمن انزلک اور قرآن مجید میں فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا کیا جہوٹی توریت کے واسطے ارشاد ہوا اور توریت تو عبرانی میں
تھی حضرت عمر رض اوسے پڑہ کیونکر سکتے تھے اور وہ حدیث اگرچہ کچھ بھی اعتبار رکھتے ہوتے تو صحاح ستہ کے مصنفین میں سے کوئی تو اوسے اپنی کتاب میں
درج کرتا حالانکہ اہل صحاح میں سے کسیہ نے بھی اوسکا اعتبار نہیں کیا ہے اور شافعی و مسند دارمی وغیرہ کی صفت حضرت شاہ عبد العزیز رح یوں فرماتی ہیں کہ احادیث

متہم بالوضع نیز در آں کتب یافتہ میشوند و اکثر آں احادیث مہمل بے سند و فقہائے سند بلکہ اجماع برخلاف آنہا منعقد گشتہ انتہی (عجالہ نافعہ) پس جب یہہ اتفاق قرآن مجید کا کتب الہامیہ سابقہ کے ساتہہ ہے تو یہہ بہی محض تکلف فضول از جانب باریتعالے ہوا یا نہیں اسیلئے کہتے ہیں کہ آدمی میں جب تک تہوڑا بہت بہی مادہ تحقیق کا نہو اوسکا کتاب تصنیف کرنا بالکل گمراہی میں لوگونکو ڈالنا ہے مفسر الہام یافتہ نے دعوے تو کردیا کہ یہود نصارا و مجوس و نیچریوں وغیرہ سب کو رد کردیا لیکن اسکے واسطے کچہہ ذاتی لیاقت بہی ضرور ہے اور وںکی کتابونکے بہروسہ ایسے دعوے کا کیا اعتبار ہے اسکے علاوہ مسلمان رہکر غیر مذہبونکا رد کرے تو اجر کی امید ہے اور جو شخص آپہی مسلمان نرہا اوسکا رد یہود و نصارے وغیرہ کرنا صریح خبط ہے **قولہ** اور یہی سبب ہے کہ شان نزول میں صحابہ کے اقوال مختلف ہوتے ہیں کہ کوئی اوس امر کلی کی مصداق کسی جزئی کو اور کوئی کسی کو توضیح کے لئے بیان کرتا ہے الخ اگر صحابہ کی تحقیق درباب شان نزول آیات مختلف تہی تو وہ اور دنکے واسطے کافی نہوئی پہر مفسرین کو اسکے علاوہ اور کونسا ذریعہ تحقیق قرار واقعی شان نزول کا بہم پہونچا مگر آپ کا مطلب کسی سے مخفی نہیں ہے یہی تو مفسروں کی یا وہ گوئی یعنی محض تکلف فضول کا ذکر تہا اوسکے لئے صحابہ کی بے ٹہکانے باتیں مذکور ہوئیں اب اسکے لئے قرآن میں بزعم مفسر الہام یافتہ فضول گوئیاں ہوئی ہیں مفسر صاحب اونمیں سے چند آیتیں بطور نظیر بڑی قوی دلایل سے پیش فرماتے ہیں **قولہ** چنانچہ فرمایا ہے ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا الآیات اور اسی قسم سے یہہ آیت ہے، واذا قیل لہم ما انزل ربکم قالوا اساطیر الاولین واذا قیل للذین اتقوا الآیہ اور اسی قبیل سے یہہ آیت ہے، ضرب اللہ مثلا قریۃ کانت آمنۃ الآیہ - اور یہہ آیت بہی اسی قسم سے ہے ہو الذی خلقکم من نفس واحدۃ وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا فلما تغشاہا الآیہ بعض نا سمجہوں نے اس آیت کو حضرت آدم و حوا کی بابت قرار دیکر ایک بیہودہ حدیث عبد الحارث کی گہڑی ہے اور اسی قسم سے یہہ آیت ہے قد افلح المؤمنون الذین ہم فی صلوتہم خاشعون اور یہہ آیت بہی ولا تطع کل حلاف مہین الآیہ پس ان آیات میں ان جمیع خصوصیات کا ایک جگہ متفق ہونا کچہہ ضرور نہیں جسطرح سے کہ اس آیت کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ میں یہہ ضرور نہیں کہ کوئی پیڑ ایسا ہو کہ جسکے سات خوشے ہوں اور ہر خوشے میں سو دانہ ہوں اور اسیطرح قرآن مجید میں علی سبیل مجارات الخصم کلام کیا ہے یعنے جس امر کا مخاطب مدعی ہے یا وہ جس نام یا لقب سے مشہور ہے اوسکو ذکر کیا لیکن وہاں یہہ مقصود نہیں کہ درحقیقت یہہ بات حسب ادعاء مخاطب پائی بہی جاتی ہے انتہی یہاں مفسر الہام یافتہ نے جس قسم کی آیات قرآن مجید کا ذکر شروع کیا ہے اونمیں سے بطور نمونہ یہہ چند آیات نقل فرمائی ہیں چنانچہ اس فقرہ سے کہ اور اسیطرح قرآن مجید میں علی سبیل مجارات الخصم کلام کیا ہے الخ اسکا ثبوت ظاہر ہے اور ان آیات مرقومہ بالا میں بہی جس آیت کے آخر میں لفظ الآیات کہا ہے اوس سے مراد وہ تمام آیت جہانتک ختم ہوئی ہو اور اوسکے بعد چند اور آیتیں بہی اور جن آیتوں کے آخر میں لفظ الآیہ لکہا ہے اس سے مراد وہ آیت جہانپر جاکر ختم ہوئی ہو اور انکے علاوہ سب آیتیں اسی قسم کی جنمیں سے یہہ آیتیں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں اور ان سب کی بعد وہ آیتیں جو آیندہ مذکور ہونگی سب شمار ذہن میں کہنا چاہئے اب اس عبارت کی تشریح سن لیجئے مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں علی سبیل مجارات الخصم کلام کیا ہے یعنے خدا کی دشمنوں کی زبان پر جو بات جاری تہی وہ خدا نے فرمائی لیکن وہاں یہہ مقصود نہیں کہ درحقیقت یہہ بات حسب ادعاء مخاطب پائی بہی جاتی ہے (لعنیہ قول مفسر) یعنے دیدہ و دانستہ وہ باتیں جنکو حق تعالے ہی سچ نہ جانتا تہا قرآن میں فرمائیں اور چونکہ کسی دلیل کے پیش کرنیکے وقت اگر کچہہ دقت اوسکے سمجہنے میں ہوجاتی ہے تو آسانی فہم کیواسطے اوسکے بعد کوئی مثال بیان کردیجاتی ہے تاکہ مطلب واضح تر ہوکر اچہی طرح سمجہہ میں آجائے پس مفسر صاحب نے اس مطلب کے بخوبی توضیح کیواسطے یہہ تمثیل لکہدی ہے **قولہ** مثلاً بعض کشمیری دہلی میں ثروت دنیاوی سے سید کہلانے لگے اور کوئی مخاطب سید صاحب کہہ کے اوس سے کلام کرے تو اس سے یہہ نہ سمجہنا چاہئے کہ اوسنے اوسکی سیادت تسلیم کرلی ہے انتہی اب زیادہ تر یہہ مطلب واضح ہوگیا کہ وہ کشمیری جو دہلی میں ثروت دنیاوی سے سید کہلاتا ہے حالانکہ وہ سید نہیں ہے پس ایسے شخص کو اگر کوئی سید کہکر پکارے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ یہہ سید نہیں ہے تو اس سے یہہ سمجہنا چاہئے کہ اوسنے اوسکی سیادت

تسلیم کرلی ہے (یعنیہ قول مفسر) یعنے وہ محقق خود بھی جانتا ہے کہ اوسے سید کہکر پکارتے ہیں میں سچ نہیں کہہ رہا ہوں اسطرح قرآن میں حقتعالی نے
یہہ آئتیں فرمائی ہیں بہرف صاحب اونہیں آیات مرقومہ بالا کے شمول میں اور آیت ہی پیش کرتے ہیں چنانچہ **قولہ** از انجملہ یہہ ہے وکیف یحکمونک
وعندھم التورٰیۃ الآیۃ اب اس سے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ نزول قرآن کیوقت تورات وانجیل بلاتفاوت موجود تہیں بلکہ مقصود یہہ ہے کہ جسکو وہ تورات وانجیل
کہتے ہیں اوسپر بہی عمل نہیں کرتے اسطرح کلام غیر مقصود بلغاء کی گفتگو میں بہی اکثر واقع ہوتا ہے انتہی بہی کے لفظ پر یہاں غور کرنا چاہئے یعنے
قرآن مجید میں کلام غیر مقصود ہے اور بلغاء کی گفتگو میں بہی اکثر واقع ہوتا ہے پس ایکسو تئیس ۱۲۳ آئتیں قرآن مجید میں ایسی ہیں جنمیں توریت وغیرہ کا نام
وصفت مرقوم ہے اور سیکڑوں آئتیں ایسے ہیں جنمیں ان کتابونکا ذکر وصفات مجملاً ومفصلاً ارشاد ہوئے ہیں اور وہ سب بقاعدہ مقررہ مفسر الہام یافتہ
اسی کلام غیر مقصود میں شامل ہیں اب ان سب آیتوں اور اون سب آئتوں مرقومہ بالا کو جمع کرکے حساب لگانا چاہئے کہ نصف قرآن تک خلاف صدق
اور کلام غیر مقصود ہونیکی نوبت پہونچی ہے یا نہیں اب اس آیہ وکیف یحکمونک وعندھم التورٰیۃ کا ترجمہ جو علامہ الہام یافتہ نے لکھا ہے وہ یہہ ہے کہ جسکو
وہ توریت وانجیل کہتے ہیں اوسپر بہی عمل نہیں کرتے اور مفسر علامہ کی اس فقرہ پر بہی غور کرنا چاہئے کہ اس آیت سے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ نزول قرآن کیوقت
تورات وانجیل بلاتفاوت موجود تہیں الخ حالانکہ اس آیت میں جہانتک ختم ہوئی ہے کہیں انجیل کا نام نہیں ہے مگر مفسر صاحب نے انجیل کا لفظ زیادہ
کرکے یہہ قرآن میں اصلاح فرمائی اور آیت کا ترجمہ تو یہہ ہے اور کسطرح تجہکو منصف کرینگے حالانکہ اونکے پاس توریت ہے فیہا حکم اللہ جسمیں حکم ہے
اللہ کا ترجمہ حضرت شاہ عبد القادر رح مگر مفسر علامہ لکہتے ہیں کہ جسکو وہ توریت و انجیل کہتے ہیں اوسپر بہی عمل نہیں کرتے الخ پس اسی ترجمہ کے
بموجب اگر نزول قرآن کیوقت توریت وانجیل بلاتفاوت موجود نہ تہیں تو کیا خدا نے جہوٹہی کتابوں پر عمل کرنیکی اہل کتاب سے خواہش ظاہر کی تہی
کیونکہ اگر وہ توریت وانجیل صحیح واصلی نہ تہیں تو اونپر عمل نکرنا عین ایمان اور عمل کرنا بے ایمانی ہے اور کیونکر ہوسکتا ہے کہ اہل کتاب کا وہ فعل
جو صریح بے ایمانی ہے مقصود الہی ہو یہہ ذات الہی پر اس مفسر کا صریح بہتان ہے دوسرے یہہ کہ خدا نہیں پہچانتا تہا کہ یہ اصلی توریت وانجیل نہیں ہے
اور اپنے لاعلمی کے سبب توریت وانجیل پر عمل کرنیکی اونسے خواہش ظاہر کی اور اس مفسر نے پہچان لیا کہ یہہ توریت وانجیل صحیح واصلی نہیں ہے اسلئے
عمل کرنیکے لائق نہیں حالانکہ خدا خود صحت واصلیت توریت کو اسطرح بیان فرماتا ہے یتلونہ حق تلاوتہ پس اگر وہ کتاب بلاتفاوت موجود نہ تہی تو
حق تلاوت کیونکر ادا ہوسکتا تہا اور حضرت شاہ عبد العزیز رح اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تلاوت میکنند ان کتاب را حق تلاوت آن بغیر تحریف
لفظے یا معنوی یا محافظت حروف وکلمات ویا تصدیق محکمات ومتشابہات واحتراز از تغیر مدلولات وغور وتامل وتفکر در آن وفہم مرادات واشارات
آں اور مولانا علے المہائمی رح فرماتے ہیں یتلونہ حق تلاوتہ من غیر تحریف لفظاً او معنے اسیطرح حضرت شاہ ولی اللہ رح اور حضرت شاہ عبد القادر رح نے بہی
لکہا ہے اب مفسر علامہ کے یہہ کتنی بیوقوفی ظاہر ہوئی جو فرمایا کہ اب اس سے کوئی یہہ نہ سمجھے کہ نزول قرآن کیوقت توریت وانجیل بلاتفاوت موجود تہیں
اسی لیاقت پر قرآن کی تفسیر لکہنی شروع کی تہی اور وہ جو محققین اسلام نے توریت کی بعض خفیف غلطی کاتبان کا ذکر لکہا ہے وہ نصرانی علما کے اقوال سے لکہا ہے مفسر
علامہ کو اگر خدا نے عقل دی ہوتی تو ان محققین کی کتابوں سے عبارتیں تفسیر حقانی میں داخل کرتے وقت پیشتر اون محققین سے استفادہ کرلیتے اور
اول تو تم محقق نہیں ہو تمہاری اتنی حقیقت کہاں سے ہوگئی کہ یہود ونصاریٰ کے مذہب کا رد چند مجمل و بےموقع اعتراضوں کے بہروسے پر جو کتب محققین سے
اونکا مطلب بے سمجہے بوجہے نقل کرلئے ہیں کرنے لگو اب اس آیت یعنے کمثل حبۃ انبتت الآیۃ کی کیفیت سُنئے جسے مفسر علامہ فرماتے ہیں کہ یہہ ضرور نہیں ہے
کہ کوئے پیڑ ایسا ہو جسکی سات خوشے ہوں اور ہر خوشے میں سو دانہ ہوں انتہی یعنے مفسر کی نظر میں یہہ بات ممکن نہیں ہے اور یہہ نہ سمجہے کہ ایسا
قیاس مخلوق کیطرف ہوسکتا ہے کہ جسکا امکان محدود ہے لیکن کیا خدا بہی کہیں کسی بات میں معاذ اللہ محدود رہ سکتا ہے اگر وہ الف حبہ فرماتا تو ہر خوشہ میں

ہزار دانہ پیدا کر دیا اوسے کچھ مشکل نہ تہا پس جن باتوں میں انسان مجبور ہیں مفسر علامہ نے اون باتوں میں خدا کو بھی مجبور قرار دیا یعنے یہہ کہ مائۃ حبۃ خدا نے
فرما تو دیا مگر ہر خوشے میں سو دانہ پیدا نہیں کر سکتا حالانکہ باجرا اور جوار اور انگور اور خرما اور کیلہ میں ہر خوشہ میں سو دانہ سے بھی زیادہ ہوتے ہیں اور
حضرت شاہ عبد العزیز رحمہ فتح العزیز میں آیۃ الذی جعل لکم الارض فراشا" کی تفسیر اسطرح فرماتے ہیں کہ در طبع زمین کرم و سخاوت
ودیعت نہادہ اند یکدانہ را میگیرد و ہفصد دانہ را در عوض آن میدہد چنانچہ در آیہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأئۃ حبۃ
انتہی اب خدا کی قدرت اور اپنے مشاہدے کو جو خوشہ ہائے انگور وغیرہ میں ہم دیکھتے ہیں اور شاہ عبد العزیز صاحب کی تحقیق اور کلام الہی کی صداقت
ان سب باتوں کو بالائے طاق ہم رکھدیں تب مفسر علامہ کی ہدایت کے بموجب ان سب آیتوں کو علی سبیل مجازات الخصم
اور کلام غیر مقصود قرار دین واضح ہو کہ سید احمد خانصاحب بہادر بانی فرقہ نیچر نے اپنی تفسیر قرآن کے صفحہ ۵۱۴ و ۵۲۰ میں لکھا ہے کہ سب سے
زیادہ ایک اور امر ہے جسپر شارح مواقف اور صاحب مواقف بلکہ اور کسی نے بھی غور نہیں کیا اور وہ کلام غیر مقصود ہے چنانچہ جبرئیل و میکائیل کا
نام قرآن میں یہود کے خیالات کا اعادہ ہے اور وہ نام مقصود بالذات نہیں ہیں انتہی پس خانصاحب بہادر نے تو فقط دو لفظ یعنے جبرئیل و
میکائیل ناموں کو قرآن مجید میں کلام غیر مقصود ہونا فرمایا تہا مگر مفسر علامہ نے اوس سے ترقی کر کے نصف قرآن کو خلاف صدق اور کلام غیر مقصود
ثابت کیا باوجود اسکے جلد اول تفسیر حقانی کے لوح میں آپ اعلان فرماتے ہیں کہ سید احمد خانصاحب بہادر کے شبہات کا ابطال ہے انتہی
اب تمام ہندوستان میں کیا کوئی بھی اسقدر فہم کا باقی نہیں رہا جو اتنا بھی سمجھ سکے کہ سید احمد خانصاحب بہادر کے شبہات کا ابطال ہے یا صریح اثبات ہے
(صفحہ ۱۳ جلد ۲) قرآن مجید کی صفت میں مفسر علامہ فرماتے ہیں کہ موسی اور فرعون اور دیگر انبیا اور اونکے اعدا کا حال بیان کر کے متنبہ کر دیا
اور پہر عالم آخرت کی نیک و بد نتایج مختلف طور سے بیان کر کے تو دلکو عالم آخرت کی شوق یا اپنے خوف سے بہر دیا توراۃ و انجیل میں یہہ بات نہیں
بلکہ صرف مورخانہ طور پر ابتدا سے اخیر تک روزنامچہ نویسی کی ہے الخ چونکہ متنبہ کرنے اور شوق آخرت کا مدار حضرت موسی علیہ السلام و فرعون و دیگر انبیا علیہم السلام کا
حال بیان کرنے اور عالم آخرت کی نیک و بد نتایج بیان کرنے پر ہوا تو یہہ سب مفسر ہی کے قول کے بموجب توریت و انجیل کا طفیل ٹہرا پہر یہہ قول کہ توریت و انجیل میں یہہ بات نہیں
صریح خبط ہو گیا یا نہیں اسکے سوا توریت و انجیل کبہی خواب میں بھی آپ نے دیکھی تہی قرآن مجید میں کونسی شرایع و تعلیمات و قصص و حکایات و احکام حلال
و حرام و رجم و قصاص و حیض و نفاس و بیان قیامت و حساب و رحمت و عذاب و دوزخ و بہشت اور اونکے طبقات و مکانات وغیرہ ہیں سوا ارکان
حج کے جو توریت و انجیل میں نہیں ہیں اب اس تفسیر حقانی و مفسر کی چرب زبانی کو دیکہہ کر مخالفین مذہب اسلام اگر یہہ سمجہیں کہ مسلمانونکی لیاقت کی انتہا
اور دین اسلام کی بنا انہیں قابل مضحکہ لاف زنیوں پر ہے تو مفسر علامہ نے سب مسلمانوں اور دین کے ارکانوں کو برملا ذلیل و رسوا کیا یا نہیں اسی جلد ثانی
تفسیر حقانی کے صفحہ ۷۵ میں صاحب دبستان المذاہب کے حق میں مفسر علامہ فرماتے ہیں کہ آتش پرستوں کے فریق کا بیان کر کے پہر کسیقدر یہود
و نصاری کے مذہب کا بیان ہے اور تحقیق کسی مذہب کی بھی حضرت کو میسر نہیں ہوئی سنی سنائی باتیں اور اپنی دیکھی ہوئے حالات بیان کر دئے
نہ وید اونہوں نے دیکہا ہے نہ توریت نہ زبور نہ انجیل کو اسلام کے اصول مسائل میں کچھ بیخبری سے بیان کر کے بے علموں کو حیرت میں ڈالدیا ہے
اور یہی تو سب کا اصول بیان کر دئے انتہی پس مفسر الہام یافتہ کی تحقیق درباب مذاہب و وقوف مطالب توریت و زبور و انجیل اونکے اس قول سے ظاہر ہے
کہ توریت و انجیل میں صرف مورخانہ طور پر ابتدا سے اخیر تک روزنامچہ نویسی کی ہو انتہی ایسی ہی خوبی صاحب دبستان المذاہب کی تو کبہی آپ نے ظاہر
کی ہوتی اور وید اگر صاحب دبستان المذاہب نے نہیں دیکہا تہا تو مفسر صاحب نے کہان سے دیکہہ لیا کیا وید کا اردو ترجمہ جو ہر طفل دبستان بغل میں دبائے
پہرتا ہے اسے پڑہ کر آپ وید خوان ہو گئے حالانکہ وہ اردو عبارت بھی جو کچھ آپ سمجہے ہیں اس رسالہ میں آیندہ ظاہر ہو جائیگا اسکے بعد صاحب دبستان المذاہب

ارشاد ہوتا ہے ایک مختصر سی بات ملحد صاحب کو میں بہی سناتا ہوں کہ بہائی اگر نہ خدا ہے نہ قیامت نہ جزا نہ سزا تو ہمکو کچہہ بہی خوف نہیں غایۃ الامر نماز و روزہ و طاعت و عبادت کا ثمرہ نہ ملا اور بیقدر حرام لذتوں سے مزا نہ اوٹھایا تو کچہہ پروا نہیں دنیا کی تکلیف کیا اور مزا کیا اور جو خدا سچا ہے اور عالم آخرت سب کچہہ حق ہوا اور قطعی ہے تو کہو تمہارے لئے کیا خرابی ہوگی انتہی بوڑہیاں بہی جانتی ہیں کہ کسی دہریہ کے جواب میں یہہ قول حضرت علیؑ کا تہا جسے مفسر علامہ نے اوڑا کر اپنا طبع زاد بنا لیا اور ایسی نا روا چالاکیاں اس تفسیر حقانی میں بے شمار ہیں چنانچہ کچہہ اونمیں سے آیندہ بہی مذکور ہونگی

(صفحہ ۳۰ جلد ۲) **قولہ** دوسری صدی عیسوی سے لیکر ابتک عیسائی بہی کسی سچے عیسائی کا پتا نہیں بتلاتے کہ جسپر زہر اثر نکرے سانپوں کو اوٹہالے الخ قرآن ہی میں اصحاب الکہف والرقیم موجود ہے جو آخر چوتہی صدی عیسوی میں تہے اور جنکا مرتبہ سانپونکو اوٹہانے والوں وغیرہ سے کہیں زیادہ ہے اور جو بعقیدۂ اسلام ابتک زندہ ہیں مفسر علامہ نے پہلے قرآن تو اچہی طرح پڑہ لیا ہوتا تب تفسیر لکہنے بیٹہتے اور ۲۳ ہ پانسو تیئیس عیسویں یعنے ولادت حضرت رسول اللہ صلعم سے سینتالیس برس پیشتر وہ مسیحی عفیفہ کے سات بیٹوں کو ذونواس بادشاہ یہود نے آگ میں جلا دیا تا کہ وہ عورت ترک مذہب مسیحی کر کے یہودی ہو جائے مگر جب اوسنے اپنے سات بیٹوں کو آگ میں جلتے دیکہکر بہی مسیحی مذہب کو نہ چہوڑا تو وہ بہی آگ میں ڈالی گئی اوسوقت آگ نے ہر طرف پہیلکر ارکان سلطنت ذونواس کو جو وہاں حاضر تہے جلا کر خاکستر کر دیا مفسرین قرآن میں سے اکثر دن نے اسے نقل کیا ہے کیا یہہ عورت بہی سچی عیسائی نتہی اور ورقہ بن نوفل و نسطورا راہب جنہوں نے حضرت رسول اللہ صلعم کے علامات نبوت کو قبل از بعثت آنحضرت پہچان لیا تہا کیا یہہ بہی سچے عیسائی نہ تہے اور اسیطرح بیشمار سچے عیسائیونکا اسلامی کتابوں میں ذکر ہے جو دوسری صدی عیسوی کے بعد تہے

(صفحہ ۳۳ جلد ۲) الحمد للہ رب العالمین کی صفت بیان کر کے مفسر الہام یافتہ پادری صاحب کیطرف خطاب کرتے ہیں کہ تمہارے تمام اناجیل و توارات اور قرآن کا یہہ ایک لفظ ذرا دونوں کو دو پلونمیں رکہکر تولو اور پہر انصاف سے بولو الخ پس مفسر علامہ نے یہہ بڑا بہاری کفر بولا جس سے ثابت ہوا کہ قرآن اوس خدا کا کلام نہیں ہے جسنے توریت و انجیل کو نازل کیا کیونکہ دوسری جنس ہو گیا اور قرآن مجید میں جو کچہہ فضائل توریت و انجیل کے امانا و نورا و رحمۃ وغیرہ مرقوم ہیں سب باطل ہو گئے کیونکہ قرآن مجید ایک کتاب ہے اور توریت و زبور و صحف انبیا و انجیل ساٹہہ سترکتابیں متفرق انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئیں پس جبکہ قرآن کا اون کتابوں کے ساتہہ اسطرح پر جیسا کہ مفسر نے تجویز کیا ہے مقابلہ ہو تو ممکن نہیں کہ اون ساٹہہ ستر کتابونمیں کوئی بہی کلام الہی ثابت نہو اور جبکہ ایک بہی اونمیں سے الہامی ثابت ہو حالانکہ ایک بہی اونمیں سے غیر الہامی نہیں ہے تو قرآن آپ ہی غیر الہامی ثابت ہو جائیگا کیونکہ اون سب کتابوں کی ضد اور مقابل میں قرآن کو مفسر علامہ نے قرار دیا ہے یہہ قرآن کی حمایت مفسر الہام یافتہ نے فرمائی ـ

(صفحہ ۳۴ جلد ۲) **قولہ** خدا بیمثل اور بے صورت ہے پہر آدم کا اوسکی مثل اور صورت پر بنانا تقدس ذات میں دہبہ لگانا ہے الخ توریت کی کتاب پیدایش باب ۲ میں ہے کہ خدا نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا انتہی کیا رسول اللہ صلعم کو بہی اسکی خبر تہی یا نہیں کہ خدا بیمثل اور بے صورت ہے اور جبکہ خدا بیمثل اور بے صورت ہی تو ید اللہ فوق ایدیہم اور فثم وجہ اللہ میں خدا کا ہاتہہ اور منہہ کیونکر ہو سکتا ہے اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں یہہ حدیث ہی قال رسول اللہ صلعم خلق اللہ آدم علی صورتہ (متفق علیہ) یعنے خدا نے آدم کو اپنی صورت پر بنایا اب مفسر الہام یافتہ کا یہہ الزام کہ تقدس ذات میں دہبہ لگایا توریت تک محدود رہا یا حضرت رسول اللہ صلعم پر بہی عاید ہوا کوئی طالب علم بہی جن حدیثوں سے ناواقف نہیں ہے مولانا مفسر الہام یافتہ کو اوسکی بہی آگاہی نہیں ہے خدا کی قدرت ہے اس زمانہ کے مولانا ایسے ہوتے ہیں اور علم حدیث میں آپ کی یہہ لیاقت ہی پہر اوسی صفحہ ۳۴ جلد ثانی تفسیر حقانی میں مفسر علامہ توریت کو یوں باطل کرتے ہیں کہ عدن کی نہر سے دجلہ فرات و جیحون و فیسون کا نکلنا بالکل غلط ہے الخ حالانکہ بخاری و مسلم میں یہہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلعم سیحان و جیحان والفرات والنیل [illegible] رواہ مسلم ۱۱ جیحون و فرات و نیل سب بہشت کی نہریں ہیں

ہیں (متفق علیہ) اور اسیطرح قرآن مجید میں بہی ہے جنت تجری من تحتها الانهار ومساکن طیبة فی جنات عدن اب دیکہو کہ ان مشہور حدیثوں سے بہی اگر مفسر الہام یافتہ کو انکار ہی ہو تو تو توریت پر وا ہی اعتراض کر کے حضرت رسول اللہ صلعم کو یوں ملزم نہ بنا تے نعوذ باللہ۔

(صفحہ ۱۴۳ جلد ۲) مفسر الہام یافتہ نے ایک جہوٹہی حدیث جسمیں حضرت عمر رض کو توریت پڑہنے کی ممانعت ہے لکہکر بخاری کا حوالہ لکہدیا ہے تاکہ سب لوگ اوس حدیث کو معتبر سمجہیں حالانکہ وہ حدیث نہ فقط بخاری بلکہ تمام صحاح کی کسی کتاب میں نہیں ہے البتہ دارمی میں ہے جسکی بے اعتباری ابتداء تمام تفسیر حقانی کے صفحہ ۵۸ جلد اول کے جواب میں بشیتر مذکور ہو چکی ہے پس علم حدیث میں مفسر الہام یافتہ کی لیاقت یہانسے ظاہر ہے اور عجب یہہ کہ صفحہ ۲۰۱ جلد ۲ میں پہر اوسی جہوٹہی حدیث کو مفسر الہام یافتہ نے پیش کیا ہے اور یہہ بہی بڑی قابلیت سے ارشاد ہوا ہے کہ اگر کہو کہ جب وہ صحیفے توریت وغیرہ اصلی کتابیں موجود نہیں تو اونپر ایمان کیونکر لا سکتے تہو تو اوسکا جواب یہہ ہے کہ اگلے انبیاء موجود نہیں اونپر کسطرح ایمان لاتے ہو الخ لیکن مفسر علامہ سے پوچہنا چاہئے کہ اگر حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام اسوقت موجود ہوتے تب بہی تم با وجود ایمان رکہنے کے اونکی صورت نہ دیکہتے اور ہر طرح اونکی فضیحت کرتے یہی علامت اسلام ہے اسیطرح توریت پر ایمان رکہنا کافی ہے اور جسقدر اوسکی بیحرمتی کیجائے اوسکا کچہہ مضائقہ نہیں دوسرا جواب یہہ ہے کہ اگر انبیاء سلف اسوقت موجود ہوتے تو تم اونپر ایمان لاتے مگر اپنے دلمیں اونہیں مردہ تصور کر کے برملا اونہیں گالیاں دیا کرتے کیونکہ یہی عین اسلام ہے اور یہی حال مفسر کا توریت وغیرہ کے ساتہہ ہے اور انتہی تو مفسر الہام یافتہ میں عقل کہاں ہے جو سمجہیں کہ کتابوں سے انکار عین انبیاء علیہم السلام سے انکار ہے اور چونکہ قرآن مجید مصدق کتب الہامی سابقہ ہے اسلئے قرآن سے بہی صریح انکار مفسر علامہ ظاہر ہے اور جب قرآن سے انکار ثابت ہوا تو حضرت رسول اللہ صلعم اور حق تعالےٰ جل شانہ سے صریح انکار ہو گیا اور صفحہ ۴۷ جلد اول میں بہی اوسی جہوٹہی حدیث کو تہذیب الاخلاق کے جواب میں مفسر الہام یافتہ نے پیش کیا ہے مگر اس عبارت سے کہ حضرت عمر کہیہ اوراق توریت کے لائے تہے اور اونکا پڑہنا تو اسلامیوں کو گوارا ہی نہوا انتہی یہاں حضرت رسول اللہ صلعم کیجگہ افراد امت قایم کی گئی اور یہہ نہیں فرمایا کہ رسول اللہ کو گوارا نہوا لیکن اوس جہوٹہی حدیث دارمی کے ساتہہ یہہ سچی حدیث بخاری کی کبہی آپ کو یاد نہ آئی کہ بلغوا عنی ولو آیة وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج ... اگر یہہ کہ آپ ہوا وربیان کرو بنی اسرائیل کی طرف سے اور کچہہ مضائقہ نہیں انتہی بہلا آپ بتائیں کہ اس حدیث کو تم جہوٹہی حدیث بتاؤ یا یہہ کہ یہہ حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے ثابت تو کر دو۔

(صفحہ ۱۷۹ جلد اول) قولہ امام قرطبی نے اپنی کتاب اعلام میں اسکی تصریح فرمائی اور امام رازی وغیرہ جمیع علماء اسلام اسکے قایل ہیں بلکہ تمام امت محمدیہ میں یہہ مسئلہ متفق علیہا ہے بخوف تطویل اقوال نقل کرنا مناسب نہیں جانتا پس اب جو اہل کتاب اس توریت وانجیل کو دہرتے ہیں اور اسکو اصل توریت وانجیل بتلا کر مسلمانوں کو ایمان لانیکے لئے مجبور کرتے ہیں محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے الخ اگر ہر ایماندار کو اس سے بچنا فرض ہے تو مؤلف تفسیر حقانی کی جلد اول اور خصوصاً جلد ثانی میں بیشمار عبارتیں توریت وغیرہ کی نسبت اونکا صحیح مطلب سمجہا یا نہیں سمجہا جو مفسر نے نقل کی ہیں بلکہ جلد ثانی کی صفحہ ۷۰ سے ۱۰۰ وغیرہ تک توریت ہی کو آپ نے باظہار قابلیت ومعلومات خود نقل فرمایا ہے پس مفسر الہام یافتہ کو بہی اس سے بچنا فرض تہا یا نہیں اور جبکہ باعلان تمام مفسر الہام یافتہ نے دیدہ ودانستہ اس فرض کو ترک کیا تو صریح علامت کفر مفسر الہام یافتہ بموجب شریعت اسلامی ظاہر ہے اور امام رازی وغیرہ جمیع علماء اسلام کے اقوال تو مفسر الہام یافتہ نے بخوف تطویل نقل کرنا مناسب نہیں جانا مگر میں بخوف تطویل یہاں نقل کر دینا مناسب جانتا ہوں سورہ مائدہ رکوع ۲ کی آیہ یحرفون الکلم عن مواضعہ کی تفسیر امام رازی نے یہہ لکہی ہے التحریف یحتمل التاویل الباطل ویحتمل تغییر اللفظ وقد بینا فیما تقدم ان الاول اولی لان الکتاب المنقول بالتواتر لا یتاتی فیہ تغییر اللفظ

یعنے تحریف سے یا تو مراد غلط تاویل ہے یا لفظ کا بدلنا مراد ہے اور پہلے اوپر بیان کیا ہے کہ پہلی مراد بہتر ہے کیونکہ جو کتاب متواتر منقول ہو اوسمیں تغیر لفظ ممکن نہیں ہے انتہی اب دیکھئے کہ مفسر الہام یافتہ نے امام رازی کا نام لکھکر مسلمانوں کو کیسا دہوکا دیا تہا اور اپنے ساتھ اور سب مسلمانوں کو بھی بے ایمان اور کتب دسل کا مخالف بنانا چاہتا تہا یا نہیں اب جمیع علما کے اقوال نقل کرنیکو تو مثنوی ہفتاد من کاغذ کی کتاب چاہیے مگر بعض اونمیں سے جو مستند ہیں اونکے اقوال ہی نقل کئے دیتا ہوں دُرِ منثور سورۃ البقر واخرج ابن المنذر وابن ابی حاتم عن وهب ابن منبه قال ان التوراة والانجيل كما انزلهما الله لم يغير منهما حرف ولكنهم يضلون بالتحريف والتاويل والكتب كانوا يكتبونها من عند انفسهم ويقولون هو من عند الله وما هو من عند الله فاما كتب الله فانها محفوظة لا تحول یعنی تفسیر درّ منثور میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ توریت و انجیل جسطرح کہ ان دونوں کو اللہ نے اوتارا تہا اوسیطرح ہیں اونمیں کوئی حرف بدلا نہیں گیا لیکن یہودی بہکاتے تہے لوگونکو معنوں کے بدلنے اور غلط تاویل کرنے سے اور حالانکہ وہ کتابیں تہیں جنہیں انہوں نے آپ لکہا تہا اور کہتے تہے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہیں اور وہ اللہ کیطرف سے نہ تہیں مگر جو اللہ کیطرف سے کتابیں تہیں وہ محفوظ تہیں اونمیں کچھہ بدلنا نہیں ہوا تہا انتہی اور امام محمد اسمعیل بخاری رح نے جنکی کتاب صحیح بخاری ہے اپنی کتاب میں تحریف کی تفسیر یوں لکھی ہے کہ تحریف کے معنے ہیں بگاڑ دینے کے اور کوئی شخص نہیں ہے جو بگاڑے اللہ تعالے کی کتابوں سے لفظ کسی کتاب کا لیکن یہودی اور عیسائی خدا کی کتاب اسکے اصلی اور سچے معنوں سے پہیر کر تحریف کرتے تہے انتہی چنانچہ صحیح بخاری کی اصل عبارت یہہ ہے

يحرفون يزيلون وليس احد يزيل لفظ كتاب من كتب الله ولكنهم يحرفونه يتاولونه على غير تاويله

انتہی اور حضرت شاہ ولی اللہ رح اپنی کتاب فوز الکبیر فی اصول التفسیر میں فرماتے ہیں اما تحریف لفظی در ترجمہ توریت و امثال ان بکار می بردند نہ در اصل توریت بنزد این فقیر چنین محقق شدہ ہو قول ابن عباس انتہی اور حضرت شاہ عبد العزیز رح اور دیگر علماء کے اقوال پیشتر نقل کر چکا ہوں وہاں دیکہنا چاہئے اب میں پوچہتا ہوں کہ کیا اسلام کی حمایت کیواسطے کوئی بہی سچی دلیل نہ تہی جو ان جہوٹہی باتوں اور اتہام دہی کا کفر بکنے پر اسلام کا مدار سمجہا گیا لیکن اسکا سبب یہہ ہے کہ جو مسلمان ہیں وہ نہیں اسلام کے سچے فضایل ہی معلوم ہیں اور جو آپ ہی مسلمان نہو جیسے کہ یہہ مفسر الہام یافتہ ایسے لوگونکو اسلام کے فضائل کب معلوم ہو سکتے ہیں قرآن کو وساتیر کے مقابل غیر الہامی اور نصف قرآن کی آیتوں کو جہوٹہی آیتیں ثابت کرنا اگر یہی اسلام ہے تو کفر پہر کسے کہتے ہیں۔

(صفحہ ۵ جلد ۲) قولہ یہودیوں میں ہاروت ماروت کا قصہ مشہور تہا کہ اونہوں نے شراب پیکر زہرہ سے زنا کیا کہ جنکی تقلید سے بعض ناسمجہہ مفسروں نے اس بے اصل قصہ کو قرآن کی تفاسیر میں لکہدیا الخ یہہ حضرت شاہ عبد العزیز رح اور بہت سے مفسروں کی خبر لی گئی اور ناسمجہہ کا خطاب اونہیں دیا گیا (دیکہو تفسیر فتح العزیز مطبوعہ سنہ ۱۲۷۸ ہجری صفحہ ۲۲۱)۔

(صفحہ ۲۴۴ جلد ۲) قولہ بعض مفسرین نے لفظ انزال سے یہہ سمجہہ لیا کہ وہ دو فرشتہ تہے (ہاروت ماروت) جو حضرت ادریس کے عہد میں زمین پر شہر بابل میں آئے تہے پہر ایک حسین عورت زہرہ پر عاشق ہو گئے تہے اوسکے کہنے سے شراب پیکر اوسکے خاوند کو قتل کیا اور بت کو سجدہ کیا اور زہرہ نے اسم اعظم اونسے سیکہہ لیا جس سے وہ تو آسمان پر چلی گئی اور یہہ بابل کے کنوئیں میں اولٹے لٹکتے ہیں اور وہاں آگ سے اونکو عذاب ہوتا ہے پہر جو کوئی اونکے پاس جادو سیکہنے جاتا ہے پہلے اونکو سمجہاتے ہیں پہر سکہا دیتے ہیں چنانچہ ایک شخص عبد الملک بن مروان کے پاس اونسے ملکر آیا تہا یہہ سب باتیں لغو اور بڑہیوں کی کہانیاں ہیں انتہی بلفظہ حضرت شاہ عبد العزیز رح نے فتح العزیز کے صفحہ ۲۲۰ و ۲۲۱ میں یہی باتیں لکہی ہیں جنہیں مفسر علامہ بے کسی دلیل و برہان کے فرماتے ہیں کہ یہہ سب باتیں لغو اور بڑہیوں کی کہانیاں ہیں لیکن کیفیت آمد ورفت حضرت ابراہیم و تعمیر کعبہ و قصہ سرول وغیرہ جو تفسیر عزیزی سے آپ نے اوڑاکر اپنی طبع زاد کے طور پر جلد ثانی کے صفحہ ۲۷۲ و ۲۷۳ وغیرہ میں درج کرلی ہیں وہ بہی لغو اور بڑہیوں کی کہانیاں نہیں یا نہیں اور مقدمۃ البیان فی تفسیر حقانی کی جلد ۲ صفحہ ۲۴۴ میں اپنی تحقیق ہاروت ماروت کی بابت

بابت اسطرح لکہی ہے کہ ہاروت وماروت شہر بابل میں دو شخص تہے کہ جنکو اونکے ان عجائبات اور نیک چلنی کیوجہ سے فرشتہ کہتے تہے اور اونکا یہہ لقب مشہور ہوگیا تہا اور اس بات کو وہ قرأت موید ہے کہ جسمیں ملکین کو بکسر لام پڑہا ہے الخ سید احمد خانصاحب بہادر نے نیچری تفسیر القرآن مطبوعہ ۱۲۹۵ہجری کے صفحہ ۱۵۹ میں لکہا ہے کہ یہہ دونوں فرشتے نہیں تہے بلکہ آدمی تہے چنانچہ حسن نے ملکین کے لفظ کو لام کے زیر سے پڑہا ہے انتہی اب دیکہئے لیاقت وقابلیت مفسر الہام یافتہ کی کہ تفسیر حقانی کے لوح پر تو بخط جلی یہہ لکہا ہے کہ سید احمد خانصاحب بہادر کے شبہات کا ابطال ہے الخ حالانکہ تفسیر حقانی میں ہر جگہ اونہیں سید احمد خانصاحب بہادر کی آپ نے پیروی کی ہے اور یہانتک اس پیروی کا مفسر علامہ نے حق ادا کیا ہے کہ اون کے قول کی عزت زیادہ کرینگے واسطے حضرت شاہ عبد العزیز رح جیسے علماء اسلام کو ناسمجہہ مفسر اور اونکی اقوال کو لغو باتیں اور پریوں کی کہانی ارشاد ہوا حالانکہ مفسر الہام یافتہ اور سید احمد خانصاحب بہادر دونوں کا قیاس صریح خطا پر ہی کیونکہ جس لہجہ عرب کے مطابق حضرت عثمان رض نے یہہ قرآن لکہوایا اور جس اعراب کے ساتہہ تمام ملکوں میں قرآن شایع ہے اور جیسے حرکت وسکون کے ساتہہ ہم اسوقت پڑہتے ہیں اسکے خلاف لفظ ملکین کی قرأت یعنے بکسر لام تجویز کرنیکا منصب مفسر الہام یافتہ وسید احمد خانصاحب بہادر کو کہاں سے مل گیا ہیں پوچہتا ہوں کہ تم دونوں مفسر اسوقت اس قرآن کی تفسیر لکہہ رہے ہو جسمیں ملکین بالفتح موجود ہے یا اوس قرآن کی جسمیں ملکین بکسر لام ہے اور جبکہ ملکین بالفتح سے جو اسوقت قرآن میں موجود ہے قطع نظر کرکے ملکین بکسر لام پر اکتفا کیا گیا جس سے معنوں میں آسمان کا تفاوت واقع ہوگیا تو تم دونوں مفسروں نے اس قرآن کو رد کیا یا نہیں کیونکہ تفسیر تو یہی کی ہے کہ یہہ دونوں فرشتے نہیں تہے بلکہ آدمی تہے پس اس تفسیر کے بموجب اس قرآن کا جسمیں ملکین بالفتح مرقوم ہے ابطال ہوا یا نہیں اور جبکہ ان دونوں مفسروں نے اس قرآن ہی کو اور اجماع صحابہ رسول اللہ صلعم کو جو اس قرآن کی ترتیب کیوقت واقع ہوا لغو ثابت کیا تو مفسرین اسلام کے حقمیں ایسی باتیں لغو اور ناسمجہہ اور پریوں کی کہانی وغیرہ کہنا کیا تعجب کا مقام ہے اور سید احمد خانصاحب بہادر نے اور تفسیر حقانی میں بحوالہ تفسیر کبیر جو یہہ لکہا ہے کہ حسن بصری کا بہی یہی قول ہے پس اسکا کافی ثبوت کیا ہے کہ فی الحقیقت یہہ اونکا قول ہے اور اگر ہو بہی تو جمہور کے مخالف بلکہ اجماع صحابہ رضہ کے مخالف جو ترتیب قرآن کیوقت ہوا بلکہ اول درجہ کی ساتوں قاریوں کے مخالف جو سبعہ کہلاتے ہیں اور دوسری درجہ کے بہی دس قاریوں کے مخالف جو بعد کہلاتے ہیں ایک کا قول کیونکر معتبر ہوسکتا ہے اور یہی ثابت ہی کہ حسن بصری کا وہ قول نہیں ہے اور جو قرآن مجید کہ بڑی کوشش اور نہایت درجہ کی تحقیق درباب اختلاف قرأت کے ساتہہ چہاپی گئی ہیں اونمیں بہی اس لفظ ملکین پر اختلاف کسی قاری کا نہیں لکہا ہے دیکہو قرآن مجید مہری مطبوعہ لکہنو ۱۲۸۳ہجری

(صفحہ ہفتادو ہشتم جلد ثانی تفسیر حقانی جو پارہ اول کی تفسیر ہے) **قولہ** اب ہم قرآن کا مقابلہ اور کتابوں سے کرتے ہیں اور الحمد کی سات آیتوں کے مقابلہ میں ہر کتاب کی سات جملے لکہہ کر دیکہاتے ہیں کہ کون ساکلام خدا ہے انتہی اسکے بعد مفسر صاحب نے توریت زبور دساتیر رگوید انجیل قرآن مجید انہیں لفظوں اور اسی ترتیب کی ساتہہ لکہہ کر ہر کتاب کے نیچے سات فقرے اوس کتاب کے اردو وفارسی ترجمہ سے جو بکثرت مشتہر ہو رہے ہیں لکہدیئے ہیں اور لفظ توریت کی تعبیر کا انتہی صفت زیادہ بیان کردی ہے کہ جسطرح کوئی کسی مردہ کی ہڈیاں جمع کرکے اوسکا وہی نام رکہے اسیطرح اس مجموعہ کا نام تورات رکہا انتہی اور رگوید وغیرہ کے واسطے ایسا کوئی لفظ بہی ارشاد نہیں ہوا اب یہاں اس فقرے پر مفسر الہام یافتہ کے غور کرنا چاہیئے کہ ہم قرآن کا مقابلہ اور کتابوں سے کرتے ہیں الخ جس سے ثابت ہوا کہ قرآن اوس جنس میں نہیں ہے جس جنس میں کہ توریت وغیرہ کتابیں ہیں اور کتابوں کے لفظ سے مفسر کے کلام میں توریت وزبور ودساتیر ورگوید وانجیل مراد ہیں اور قرآن ان سب کتابوں کے مقابلہ میں بیان ہوا ہے پہر یہہ جو مفسر الہام یافتہ نے فرمایا ہے کہ الحمد کے سات آیتوں کے مقابلہ میں ہر کتاب کے سات جملے لکہکر دیکہاتے ہیں الخ یعنے الحمد کیواسطے آیتوں کا لفظ اور

قران اور توریت کو دساتیر کے برابر بلکہ اوس سے بہی کم مفسر الہام یافتہ نے ثابت کیا ہے

اور باقی سب کتابوں کے واسطے جملوں کی لفظ مستعمل ہوا اس سے بھی بہ صراحت ثابت ہے کہ سوا قرآن کے توریت و زبور و دساتیر و رگوید و انجیل ایک
جنس میں شمار ہوئے ہیں پھر مفسر الہام یافتہ اس لفظ پر بھی کہ کون کلام خدا ہے الخ غور کرنا چاہئے یعنے ان سب کتابوں میں سے فقط ایک ہی کلام
خدا ہے نہ یہہ کہ کوئی دوسری کتاب بھی اور یہہ طریقہ استفسار باطرز سوال جو کون کے لفظ سے ظاہر ہے یہہ ثابت کرتا ہے کہ عموماً اون سب لوگوں سے
جنکے مذہب کی یہہ کتابیں توریت و دساتیر و رگوید و انجیل ہیں اسکے رائے طلب فرمائی ہے۔ دوسری یہہ کہ اگر مفسر نے فقط اپنی پسند پر مدار رکہا تہا
تو کتاب میں لکہہ کر اور دوسروں انصاف طلب کرنیکے واسطے مشتہر کرنا کیا ضرور تہا اس سے ثابت ہے کہ عموماً لوگوں سے اور خصوصاً یہود و نصاریٰ سے
دانش پژوہ ہنود و پارسیوں سے اسکی داد چاہی گئی ہے پس اگر کوئی ہند و یا پارسی اسے پڑہکر وید یا دساتیر کے عبارت کو افضل اور کلام خدا بتائے اور یقیناً ایسا ہی
وہ کہینگے تو اس مفسر نے اپنی ہی اقرار سے قرآن کو بیحرمت و غیر الہامی ثابت کیا کیونکہ مدار اس فیصلہ کا دوسرونکی رائے پر رکہا ہے اور جو وہ کہیں
وہی قطعی تسلیم کرنے پڑیگا خصوصاً اسوجہ سے کہ دساتیر میں آعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور بسم اللہ الرحمن الرحیم انہیں سات آیتوں میں جو مفسر
الہام یافتہ نے نقل کئے ہیں موجود ہے فرق اتنا ہے کہ وہاں فارسی عبارت ہے اور یہاں عربی اور یہہ ضرور نہیں ہے کہ ہر کتاب عربی میں ہو تب الہامی
سمجھی جائے چنانچہ قرآن مجید میں یہہ آیت موجود ہے کہ ما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم
(سورہ ابراہیم رکوع ۱) اور توریت عبرانی میں ہے اور انجیل یونانی میں اور حقتعالے سورہ آل عمران میں فرماتا ہے وانزل التوریۃ
والانجیل من قبل ھدی للناس الایہ اور سورہ احقاف میں ہے ومن
قبلہ کتاب موسے اماما ورحمۃ وھذا کتاب مصدق لسانا عربیا الایہ وسورہ الاسراء میں ہے واتینا
داؤد زبورا پس غیر عربی میں ہونا منافی الہام نہیں ہے اور اس قاعدہ مقررہ مفسر الہام یافتہ کے بموجب دساتیر قرآن کے برابر
الہامی ثابت ہوا اور اسی قاعدہ کے بموجب اگر دساتیر الہامی نہو تو قرآن بہی الہامی نرہا کیونکہ انہیں آیتوں میں جو مفسر الہام یافتہ نے نقل کی ہیں
وہی دساتیر کا شروع ہے جو قرآن کا شروع ہے یعنے الحمد میں بسم اللہ کو شامل کرکے سات آیتیں ہوتی ہیں پس مفسر کو تو دساتیر کے
کلام الہی اقرار کرنے سے چارہ نرہا اور آتش پرست چونکہ قرآن کو الہامی نہیں کہتے ہیں اونہیں کے فیصلہ پر مدار رکہنے کے سبب جیسا کہ مفسر نے
ضابطہ مقرر کیا ہے قرآن کلام الہی نرہا نعوذ باللہ۔
تیسرے یہہ کہ ان سب کتابوں میں سے اگر فقط توریت کو ہی مفسر نے الہامی سمجہا ہوتا تو وید وغیرہ کے ساتہہ اوس کتاب کو شامل کرنیکی کیا وجہ تہی
اور باوجود الہامی سمجہنے کے توریت کا پہر اسطرح پر قرآن کے ساتہہ مقابلہ کرنیکی کیا ضرورت تہی اس سے ثابت ہے کہ مفسر کی نظر میں وید وغیرہ کیطرح
توریت بہی الہامی نہیں ہے اور اس جملہ سے کہ ہم قرآن کا مقابلہ اور کتابوں سے کرتے ہیں الخ یہاں توریت و زبور و انجیل کو دساتیر و رگوید سے
مستثنیٰ نہیں رکہا ہے اور اس سے بہی کہ الحمد کی سات اٰیتونکی مقابلہ میں ہر کتاب کی سات جملے الخ اور اس سے بہی کہ کون کلام خدا ہے یعنے انمیں سے
کوئی ایکہی کلام خدا ہے ان سب دلایل مندرجہ تفسیر حقانی سے مفسر الہام یافتہ نے ثابت کیا ہے کہ مفسر کی نظر میں جیسی توریت ویسیہی دساتیر و رگوید
سب ایک جنس ہیں اور یہہ سب بیحرمتی توریت اوسکی محرف ہونیکی وجہ سے نہیں ہے کیونکہ اول تو ان سات آیتوں شروع توریت میں کہ جنمیں
فقط پیدایش آسمان و زمین کا ذکر ہے اور وہی باتیں قرآن مجید میں و احادیث صحیحہ میں موجود ہیں کبہی کسیکو تحریف کا شبہہ تک نہیں ہوا ہے دوسرے
یہہ کہ اگر تحریف کا خیال کرکے مفسر الہام یافتہ نے توریت کی یہہ بیحرمتی کی ہے تو دساتیر و رگوید میں جنکے ساتہہ توریت کو شامل کیا ہے تحریف کا
کون گمان کرتا ہے تیسری یہہ کہ مفسر نے بہی یہاں اس بیحرمتی توریت کو واسطے تحریف کا حیلہ نہیں قایم کیا ہے بلکہ نفس الامر میں اوسکی من کل الوجوہ

مثل وساتیر ورگوید کے غیر الہامی ثابت کیا ہے چنانچہ اس تمام عبارت مفسر میں تحریف توریت کا دعوے پایا بہی نہیں جاتا پس اگر یہہ سات آئتیں توریت کی الہامی ثابت ہوں تو جبکہ خدا کی ایک آیت سے بہی انکار کرنے والا بالاتفاق کافر ہوتا ہے تو سات آئیتوں سے انکار کرنیوالیکا ساتویں طبقہ جہنم کے سوا کہاں ٹہکانا رہا اور انکار بہی ایسا کہ نہ فقط یہی کہ اوسے الہامی نہیں جانا بلکہ بت پرستوں کی کتابونکے ساتہہ شامل کیا ہے اور صفحہ ۸ ہشتادو ہفتم جلد دوم تفسیر حقانی شروع سورہ بقر میں مفسر الہام یافتہ فرماتی ہیں کتاب یشوع میں آفتاب کا ٹہرا رہنا اور توراۃ میں لوط علیہ السلام کا اپنی بیٹیوں سے زنا کرنا اور خدا کا آدم کو پیدا کرکے نادم ہونا وغیر ذالک بہت سی خلاف عقل باتیں ہیں خدا تعالی کی ذات وصفات اور ملائکہ اور انبیاء اور عبادت اور عالم آخرت اور نیک چلنی وغیرہ مضامین قرانی کے مقابلہ میں جو کوئی عہد عتیق وجدید کو دیکہیگا تو ضرور اس بات کا یقین کرلیگا کہ قرآن کتاب الہی ہے اور یہی کتاب ہے لاریب فیہ انتہی یعنے بمقابلہ عہد عتیق وجدید کہ جس سے مراد توریت وزبور وصحف انبیا علیہم السلام وانجیل ہے قرآن کتاب الہی ہے نہ یہہ کہ بمقابلہ دساتیر ورگوید کے کیونکہ دساتیر کا کلام الہی ہونا بموجب ضابطہ مفسرہ مفسر الہام یافتہ پیشتر ثابت ہوچکا ہے اور یہہ کافی علامت اسکی ہے کہ مفسر کا ایمان کتبہ ورسلہ پر ہرگز نہیں ہے کیونکہ جو شخص کتبہ ورسلہ پر ایمان رکہتا ہوگا وہ اون کتابونکی ایسی ذلت وفضیحت ہرگز نہ کریگا دوسرے یہہ کہ مفسر الہام یافتہ نے توریت وغیرہ کو دساتیر ورگوید کیساتہہ شامل کیا حالانکہ خدا نے بت پرستونکی کتابوں کو کتبہ ورسلہ سے خارج رکہا ہے پس اگر مفسر کا ایمان کسی کتبہ ورسلہ پر قیاس کیا جاے تو اوس کتبہ ورسلہ پر ہوگا جنمیں دساتیر ورگوید شامل ہیں نہ اوس کتبہ ورسلہ پر جو اسلام کی اصل ہے اور یہہ اس مفسر کی صریح کفریہ دال ہے اب معلوم ہوا ہوگا کہ نیم ملا خطرہ ایمان اسکو کہتے ہیں اور کتاب یشوع میں آفتاب کا ٹہرا رہنا وغیرہ آیا خدا کے بہی خلاف عقل تہا یا فقط مفسر کے خلاف عقل ہے پہر کیوں خدا نے توریت وغیرہ کے فضائل اسقدر کہ جس سے زیادہ کوئی خیال نہیں کرسکتا ہی قرآن میں فرمائی اور قصہ حضرت لوط علیہ السلام اور آفتاب کا ٹہرا رہنا وخدا کا نادم ہونا جس طرز پر توریت میں لکہا ہے مفسر علامہ چند سال توریت کا سبق پڑہیں تب یہہ سارے اعتراض پہر یاد بہی نہ آویں اور مختصر یہہ ہے کہ وہ خدا کا نادم ہونا ایسا ہی جیسے قرآن میں یا حسرۃ علی العباد ہے اور آفتاب کا ٹہرا رہنا جیسے شق القمر لیکن شق القمر رات کو ہوا اور اوسکے دیکہنے والے کہ طرفۃ العین کا واقعہ تہا بہت تہوڑے ہیں بہ نسبت آفتاب ٹہرا رہنے کے کہ دن کا واقعہ تہا اور چار پہر رہا پس ایسی عقل والوں نے جیسے کہ مفسر الہام یافتہ ہیں ایسی بیہودہ اعتراض کر کے کسقدر علما اسلام کو غیروں کی نظر میں خفیف کیا ہے

اور حضرت لوط ع کے شہر ونپر جب قیامت برپا ہوئی اور وہ معہ اپنے دو دختروں کے وہانسے نکلے تو اوس سخت بدحواسی کی حالت میں دختران لوط ع نے خیال کیا کہ اب روے زمین پر انسان کا نام ونشان باقی نہیں رہا ہے پس قدیم قوموں کے دستور کے موافق جیسا کہ ابتک آتش پرستوں میں رواج ہے اور افریقہ کے دو شاہی خاندان یعنے گنجاب اور گابون میں راجہ اپنی دختر سے اور رانی اپنے پسر سے شادی کرلیا کرتے ہیں اور چیپیا قوم کے لوگ اپنی والدہ یا ہمشیرہ یا دختر کے ساتہہ کبہی کبہی ہم بستر ہوا کرتے ہیں کادیاک قوم میں بہی یہی رسم ہے اور تینا سریم کے کرات قوم میں ہمشیر یا دختر کے ساتہہ شادی کرنیکا ابتک رواج ہے دختران لوط علیہ السلام نے اپنے باپ سے نسل جاری کرنیکی تدبیر کی کیونکہ اوسوقت تک شریعت کی سب قسم کے احکام نازل نہ ہوئے تہے اور یہہ بہی کہ حضرت لوط ع کی بیہوشی میں یہہ معاملہ ہوا تہا اور اونہیں مطلق اسکی خبر نہ تہی پس جو شخص قدیم قوموں کے رواج اور عدم ممانعت شریعت اور شدت بدحواسی دختران لوط ع وحالت بیخبری حضرت لوط ع ان سب باتوں سے واقف ہوگا وہ ایسی لایعنی اعتراض ہرگز نہ کریگا خصوصا یہہ سمجہکر کہ جب خدا نے باوجود ان سب باتوں کے جنہیں مفسر الہام یافتہ نے بڑے بہاری اعتراض کے لایق سمجہہ رکہا ہے توریت کی تصدیق قرآن مجید میں بار بار اپنے ذمہ لی

اور حضرت رسول اللہ صلعم نے اوس پاک کتاب کا غایت درجہ ادب کیا تو اب توریت پر ایسے الزام لگانا خدا کی ذات پر الزام لگانا ہے کیونکہ جو کچھہ اوسمیں لکھا ہے خدا سے کچھہ پوشیدہ نتہا ٭ جرمے کہ رخت ما بحریم صفا کشد ٭ بہتر ز طاعتی کہ بہ عُجب و ریا کشد ٭ چونکہ بعض محققین نے رد نصاریٰ میں جو کتابیں لکھی ہیں پس مفسر علامہ کو بھی حوصلہ ہوا کہ خواہ کیسے ہی ردّی اور بے ایمانی ہو ایکدفعہ پانچویں سواروں میں تو ہوجاوے تاکہ مشہور ہوں ہزاروں میں نہ ہم بھی ہیں پانچویں سواروں میں - اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ اور ونکی مذہب پر اعتراض کرکے اپنا ہی دین و ایمان کہو بیٹھے اور تفسیر تصنیف کرکے ہیں وہ ستائیں بہتوں کی بربادی ایمان کا باعث ہوگئے کیوں دیکھہ لیا کہ رد نصاریٰ کرنا آسان نہیں ہے اور جیسا کفر اس تفسیر حقانی کے ہر فقرہ سے ظاہر ہے اون محققین کے تمام کتابوں میں کہیں سے ایک بات تو ایسی نکال لائی - غرض یہانتک تو مفسر الہام یافتہ نے اپنی کوشش سے توریت و زبور و انجیل بلکہ قرآن کو بھی غیر الہامی اور بدتر از وساتیر ثابت کیا ہے انشاء قرآن مجید کے ساتھہ مفسر الہام یافتہ کا سلوک آیندہ معلوم کرنا چاہیے

چوتھے یہہ کہ سورہ قصص میں ہے قل فاتوا بکتٰب من عند اللہ ھو اھدیٰ منھما اتبعہ ان کنتم صٰدقین یعنے کہہ پس لاؤ ایک کتاب اللہ کے پاس سے کہ وہ بہت راہ دیکھلانیوالی ہو ان دونوں سے پیروی کروں میں اوسکی اگر ہو تم سچے انتہی دونوں کتابوں سے مراد توریت و قرآن باتفاق جمیع مفسرین ہے پس حقتعالےٰ نے توریت کو قرآن کی مانند اور قرآن کو توریت کی مانند فرمایا ہے جب ثابت ہوا کہ جسطرح قرآن کتاب الٰہی ہے اسیطرح توریت بھی کتاب الٰہی ہے اور مفسر الہام یافتہ کے قاعدہ مقررہ کے بموجب جیسا کہ پیشتر مذکور ہوچکا چونکہ توریت کتاب الٰہی نہیں ہے اسلئے توریت کی مانند ہونیکے سبب قرآن کتاب الٰہی نہ رہا کیونکہ اگر توریت الہامی نہیں تو جو کتاب اوسکی مانند ہے لامحالہ وہ بھی الہامی نہ رہی خاصکر اسوجہ سے کہ قرآن مجید میں جو فضائل توریت کی یاد آیا واماماً و نوراً و رحمۃ بار بار مذکور ہیں اگر قرآن خدا کا کلام ہوتا تو تفسیر حقانی کیطرح اوسمیں بھی توریت کی مذمت درج ہوتے نہ یہہ کہ تعریف کیونکہ یہہ ممکن نہیں ہے کہ جس کتاب کو مفسر الہام یافتہ نے اس صفت کے ساتھہ پہچانا ہے کہ جسطرح کوئی مردہ کی ہڈیاں جمع کرکے اوسکا وہی نام رکھے اسیطرح اس مجموعہ کا نام توریت رکھا انتہیٰ اوسی کتاب کو قرآن میں اگر وہ کلام الٰہی ہوتا اماماً و نوراً و رحمۃ وغیرہ صفات سے یاد فرمایا جاتا +

پانچویں یہہ کہ جبکہ یہہ سات آئتیں توریت کی جو صفحہ ۲ جلد ۲ تفسیر حقانی میں نقل کی گئی ہیں کسیطرح غیر الہامی نہ ثابت ہوں اور یقیناً ایسی ہی ہے تو فقط مفسر کی ناپسند کرنے سے وہ غیر الہامی نہیں ہوسکتی ہے کیونکہ نصاریٰ و بت پرست و یہودی وغیرہ بھی لاکہوں آدمی قرآن کی عبارت کو ناپسند کرتے ہیں جیسا کہ سیکڑوں کتابوں مصنفہ نصاریٰ و ہنود وغیرہ سے یہہ بات ظاہر ہے کیونکہ جب ایک آدمی کے ناپسند کرنے سے توریت غیر الہامی ثابت ہو تو لاکہوں آدمیوں کے ناپسند کرنے سے قرآن کیوں نہ غیر الہامی ثابت ہوگا پس ضرور ہوا کہ مفسر کے قاعدہ مجوزہ کے بموجب سب مسلمان بھی قرآن کو غیر الہامی سمجہیں اور اگر یہہ نہیں تو تنہا مفسر کے ناپسند کرنے سے توریت غیر الہامی نہ ثابت ہوئی اور مفسر کا کفر بسبب انکار ان سات آئتوں توریت کے محتاج بیان نہ رہا اسکے علاوہ یہہ بھی ذرا غور کرنا چاہیے کہ یہہ سات آئتیں مفسر الہام یافتہ نے اسلئے نہیں لکھی ہیں کہ گویا یہی سات آئتیں ہر کتاب میں غیر الہامی ہیں اور باقی سب کتاب الہامی ہی کیونکہ اگر ایسا ہو تو وید و دساتیر کو بھی سوا اونکی ابتدائی سات جملوں کے الہامی ماننے پڑے بلکہ یہہ سات آئتیں ہر کتاب کی اسلئے بطور نمونہ لکھی ہیں کہ انہیں سات آیتوں پر قیاس کرکے اون سب کتابوں کو تمام و کمال غیر الہامی سمجہہ لینا چاہی جس سے ثابت ہوا کہ مفسر کی نظر میں ایک آیت بھی توریت و زبور و انجیل میں الہامی نہیں ہے اور قرآن میں خدا نے جہاں جہاں توریت یا زبور یا انجیل کا حوالہ دیا ہے جیسے ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصٰلحون

اور حضرت عیسیٰ کا قول کہ یاتی من بعدی اسمہ احمد اور جسپر یہہ کہ ذالک مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل کزرع
اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع الایہ
یہہ دو حال سے خالی نہیں کہ یا تو قرآن خدا کا کلام نہیں کہ ایسی ردّی کتاب یعنے توریت کی اوسمیں ایسی تعریف لکھی گئی اور اگر وہ یعنے قرآن خدا کا کلام ہے تو یہہ سب غلط فہمی خدا سے ہوئی کہ جس کتاب یعنے توریت کو مفسر الہام یافتہ نے سرتاپا ردّی پہچان لیا ہے خدا نے اتنا بہی اوسے نہ پہچانا اور دونوں حالتوں میں مفسر الہام یافتہ کے عقیدہ میں قرآن سے بہی انکار بہمہ وجوہ ثابت ہوگیا اسکے علاوہ آیات کی تفسیروں خصوصاً سورہ الحمد کی تفسیر میں مفسر الہام یافتہ نے عجب کیفیت دکھائی ہے اور وہ مطلب قایم کیے ہیں کہ نہ قرآن نازل کرنیوالیکے ذہن میں تہے اور نہ اوسکے جسپر قرآن نازل ہوا اور اسرار آیات بہی آپنے بیان کیے ہیں مگر وہ سب باتیں لکہنے کے لیے کم از کم اوتنی ہی بڑی کتاب چاہیے جتنی وہ تفسیر ہے نمونہ کے طور پر صفحہ ۶۲ جلد ثانی میں ایاک نعبد و کا توشہ اور ایاک نستعین سواری وغیرہ دیکہنا چاہیے و صفحہ ۸۳ میں سورہ الحمد کا ربط سورہ بقر سے قابل دید ہے اگرچہ ساری تفسیر حقانی اپنی صفت لاثانی میں نہ دیدہ نہ شنیدہ ہے اور باوجود دعوے بے اصلی توریت تفسیر کے اتنی بڑی ورقوں میں دو فرہنگ بنی اسرائیل کی تواریخ بہی آپ نے شامل کردی ہے اور ایسی غلط اور بے ٹہکانے کہ اوس کتاب کا ہی جسمیں سے مفسر الہام یافتہ نے یہہ سب نقل کیا ہے ستیاناس کردیا صفحہ ۲۱۲ جلد دوسری میں حضرت داؤد ع کو لکہا ہے کہ ساٹہہ برس کی عمر میں وفات پائی الخ حالانکہ کوئی عیسائی و یہودی و مسلمان اس سے ناواقف نہیں ہے کہ حضرت داؤد کی عمر ستر برس کی تہی اور صفحہ ۱۱۸ جلد اول میں ہے کہ حضرت عیسیٰ ع کے تینوں حواریوں شہر نینوا میں منادی کرنے گئے تہے الخ سبحان اللہ شہر انطاکیہ کو مفسر الہام یافتہ نینوا سمجہے اگرچہ سب مفسروں نے بلکہ اردو حاشیہ شاہ عبد القادر رحمۃ میں انطاکیہ بتا دیا گیا ہے مگر مفسر الہام یافتہ جب بہی نہ سمجہے صفحہ ۲۲۹ جلد ثانی میں یہودیوں کے بندر ہوجانیکا جو قردۃ خاسئین میں ذکر ہے اوسے مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں کہ سموئیل کے دوسری کتاب کی ۲۲ باب میں مجملاً اس قصہ کیطرف اشارہ ہے انتہیٰ واہ کیا ہی ماہر علم توریت آپ ہوگئے جن اردو کتابوں کی بدولت آپنے اتنی بڑی تفسیر حقانی بنائی ہے اونہیں میں ذرا غور سے دیکہہ لیتے تو آپ کو معلوم ہوجاتا کہ کتاب سموئیل میں کسجگہ اسکا ذکر ہے اور صفحہ ۱۷۰ جلد ۲ میں مفسر علامہ فرماتے ہیں کہ حضرت یونس ع شہر نینوا میں پیدا ہوئے تہے الخ کوئی ذی علم اس سے ناواقف نہیں ہے کہ حضرت یونس نینوا میں پیدا نہیں ہوئے بلکہ یہودیہ سے نینوا کو بہیجے گئے تہے خدا کے حکم سے پہر اسی صفحہ میں مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں کہ بابل کے لوگوں کو کلدانی اور سریانی اور کسدی بہی کہتے ہیں الخ یعنے کلدانی اور سریانی کو مفسر الہام یافتہ ایک ہی قوم سمجہے حالانکہ سریانی اہل شام ہیں اور کلدانی اہل عراق نقشے بحر قلزم وغیرہ کی جو تفسیر میں آپنے شامل کیے ہیں وہ ہیں کہ بعض اخبار والوں نے جنگ سودان کی خبروں کے ساتہہ اپنے اخبار و نمیں چہاپ دیے تہے ایک نوجوان دہلی نے وہ نقشہ اخبار میں سے نکال کر مفسر صاحب کو پہونچا دیا اوسکو آپ نے اپنے جغرافیہ دانی کے ثبوت کے واسطے تفسیر میں نقل کرلیا حالانکہ کوئی بات بہی اوس نقشہ میں صحیح نہیں ہے غرض اسیطرح اوس تفسیر کو اول سے آخر تک سمجہہ لینا چاہیے یہہ چند باتیں بطور نمونہ لکہہ دی ہیں —

(صفحہ ۹ جلد اول) قولہ نبی کی یہہ شان نہیں کہ وہ اگلے لوگوں کی تاریخ بیان کرے اور اونکے قصہ کہانی سنایا کرے ہاں اسکا مضایقہ نہیں کہ کچہہ وعظ و پند کے طور پر اگلے لوگوں کے حالات مجمل طرح سے بیان کرے کہ جس سے سنکر عبرت ہو نہ یہہ کہ اول سے آخر تک بالترتیب کسیکی سرگذشت یا وقایع عمری بیان کرے الخ یہہ قرآن مجید کی خبر لی گئی کیونکہ سورہ یوسف جسمیں حضرت یوسف ع کا سراسر قصہ ہے

یہہ بھی نبی کی شان کے لایق نہیں ہے یہہ رسول اللہ صلعم کی مفسر الہام یافتہ نے بزعم خود تعریف درج فرمائی ہے جو سراسر اہانت ہوگئی اسکے سوا توریت میں جو حضرت موسیٰ ع اور دیگر انبیا علیہ السلام کے حالات درج ہیں یہہ بھی نبی کی شان کے لائق نہیں اگرچہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ سب سرگذشتہای انبیا علیہم السلام خصوصاً پیدایش آسمان و زمین و حضرت آدم و حضرت نوح و حضرت ابراہیم علیہم السلام کی سرگذشت کلام الٰہی نہیں ہیں لیکن مفسر الہام یافتہ کی رائمیں وہ نبی کی شان کے لائق نہیں اسلئے قابل نفرت ہیں خواہ سورہ یوسف ہو خواہ کتب الہامی سابقہ —

(صفحہ ۳۰ جلد ثانی) قولہ موسیٰ علیہ السلام کی امت کی سرکشی تو ضرب المثل ہے حضرت عیسیٰ ع کے بارہ حواری گو مطیع تھے مگر آنحضرت علیہ السلام کے صحابہ سے کیا نسبت جنھوں نے حضرت پر اپنی جان کو تہلکہ میں ڈالکر خدا کے دشمنوں سے بڑی استقلال سے مقابلہ کیا اور مسیح علیہ السلام کے ایک حواری نے تو چند روپیہ لیکر اونکو دشمنوں کے پنجہ میں پہنسا دیا اور حضرت شمعون پطرس اور دیگر حواری کافور ہو گئے جسپر عیسیٰ علیہم السلام نے سبکو بے ایمانی اور سخت دلی کا لقب عطا کیا انجیل مرقس ۱۶ باب الخ صفحہ ۷۹ جلد اول میں مفسر علامہ کا ارشاد ہوا تھا کہ اب جو اہل کتاب اس توریت و انجیل کو لئے پھرتے ہیں اور اسکو اصل توریت و انجیل بتلا کر مسلمانوں کو ایمان لانیکے لئے مجبور کرتے ہیں محض فریب ہے اس سے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے انتہی بلفظہ اور خود مفسر الہام یافتہ نے گویا ساری توریت و انجیل تفسیر حقانی میں نقل کر دی ہے حالانکہ بقول مفسر علامہ ہر ایماندار کو اس سے بچنا فرض ہے پس مفسر الہام یافتہ نے اپنی ہی ایمانداری کو خیرباد فرما کر اپنی صریح بے ایمانی کا اقرار کر دیا ہے اور حاجت نرہی کہ کوئی دوسرا اونکی کفر پہ فتوے دیوے اور اس بچنے کے فرض کو عمداً ترک کرنیکا کفر بالائے کفر مفسر الہام یافتہ کے درج نامہ اعمال ہوا فباؤ بغضب علیٰ غضب وللکافرین عذاب مھین حالانکہ توریت و انجیل میں سے کسی آیت کا بھی صحیح مطلب سمجھنا نصیب نہیں ہوا چنانچہ مفسر الہام یافتہ بحوالہ انجیل مرقس ۱۶ باب فرماتے ہیں کہ حضرت شمعون پطرس اور دیگر حواری کافور ہو گئے جسپر عیسیٰ علیہ السلام نے سب کو بے ایمانی اور سخت دلی کا لقب عطا کیا انتہی حالانکہ انجیل مرقس ۱۶ باب میں یہہ ذکر ہے کہ حضرت عیسیٰ ع نے اپنی دوبارہ زندہ ہو جانے کا یقین نکرنیکے سبب جسکا حواریوں کو سنی سنائی خبر پر یقین نہوا تھا ناصحانہ ملامت کی تہی نہ یہہ کہ اونکے کافور ہو جانیکے سبب پس انجیل وغیرہ کے مطالب اسطرح سمجھنے سے جیسا کہ مفسر الہام یافتہ کا حال ہے ہر ایماندار کو بچنا فرض ہے نہ یہہ کہ صحیح مطالب سمجھنے والوں کو بھی اور سرکشی امت موسوی و امت مسیحا بمقابلہ امت محمدی اگرچہ امت کا حصر فقط صحابہ اور حواریوں پر نہیں ہوتا ہے مفسر علامہ کو اوسوقت بیان کرنی لازم تہی کہ جب مذہب اسلام سے مفسر الہام یافتہ کو تھوڑی بھی واقفیت ہوتی امت موسوی میں سے بچھڑا بنانیکے جرم میں کئے ہزار آدمیوں نے بکمال تسلیم و رضا اپنے سر کٹوا دئے کوئی تفسیر قرآن مجید کی ایسی نہیں ہے جسمیں اسکا ذکر نہو اور حضرت شاہ عبد العزیز رح فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل این توبہ شاق را بجا آوردند انتہی اور ایک حواری نے چند روپیہ لیکر حضرت عیسیٰ ع کے دشمنی سے وہ کام نہیں کیا تہا بلکہ حضرت عیسیٰ کی قوی امکان اور معجزات عظیم کو دیکھکر وہ چاہتا تہا کہ حضرت عیسیٰ ع بادشاہ ہو جائیں اور چونکہ حضرت عیسیٰ ع کو یہہ بات منظور نہ تہی اسلئے اوس حواری نے اونہیں گرفتار کروایا یہہ سمجھکر کہ جب ایسا معاملہ ہوگا تب خواہی نخواہی حضرت عیسیٰ ع حاکم وقت کا مقابلہ کرکے اوسے شکست کر دینگے اور خود بادشاہ ہو جائینگے مگر جب معاملہ بالعکس دیکھا تب اوس حواری نے وہ روپیے پھینک کر اپنی جان دیدی لیکن ایسی ہی واہی اعتراضونکو دیکھکر نصرانی علمانے لکھا ہے کہ جنگ جلاد و جنگ طائفین ہمیت لشکر اسلام اور قتل حضرت امام حسین ع مسلمانوں ہی کے ہاتہہ سے اور جنگ جمل اور جنگہائے امیر معاویہ اور قتل حضرت عثمان رضا اور آنحضرت صلعم کی حیات میں پیروی مسیلمہ کذاب اور قرآن ہی میں سورہ منافقون اور پیروی سجاح اور اسود اگر مفسر الہام یافتہ کو ان باتوں کی خبر ہوتی تو ایسی جلدی کی یہہ

مفسر الہام یافتہ کی جہالت کا بیان اور اعتراض

یہہ اعتراض نکرتے اور سمجہہ جاتے کہ یہہ سب حواری حضرت عیسیٰؑ کی یک ہی خصلت کے ادر فرشتہ تہے اور نہ سب صحابہ آنحضرت صلعم کے ایک خصلت کے اور فرشتہ تہے

اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں بروایت ابو سعید رضؓ یہہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلعم لتتبعن سنن من کان قبلکم شبرا بشبر

وذراعا بذراع حتی لو دخلوا جحر ضب لتبعتموہ قلنا یا رسول اللہ الیہود والنصاری قال فمن

(متفق علیہ) یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ البتہ تم چلوگے اگلے لوگوں کی چالوں پر بالشت بالشت بہر اور ہاتہہ ہاتہہ بہر یہانتک کہ اگر وے

سوسمار کے سوراخ میں گہسے ہونگے تو تم بہی اونکی پیروی کروگے ہمنے کہا یا رسول اللہ کہ کیا یہود ونصاریٰ کی چال پر چلینگے حضرت صلعم نے

فرمایا اگر یہی نہیں تو پہر کون یعنے یہود ونصاریٰ سے ہی مراد ہیں انہیں کی چال پر چلوگے انتہیٰ پس مفسر نے یہہ اعتراض کرکے حضرت رسول اللہ

صلعم کی حدیث کو باطل کرنا چاہا تہا لیکن پیغمبر کا ارشاد کہیں باطل ہوسکتا ہے البتہ مفسر الہام یافتہ کا ایمان باطل ہوگیا۔

علم لغت میں مفسر کی ناواقفی

اب علم لغت میں مفسر الہام یافتہ کی معلومات کو دیکہنا چاہئے

صفحہ ۸۳ جلد اول میں حاشیہ پر خط جلی یہہ عبارت لکہکر کہ شیطان کی تحقیق مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں شیطان بروزن فیعال شطن سے مشتق ہے جسکے معنے دور از صلاح وخیر اور بعضے کہتے ہیں

کہ لونڈا یہ ہے شاط بمعنی بطل سے مشتق ہے جسکے معنی باطل کے ہیں اور اسیطرح ابلیس بہی جو ابلس سے مشتق ہے کہ جسکے معنی نومیدی اور مکار کے ہیں لہذا اول تو اس وزن فیعال پر غور کرنا چاہیے پہر شطن کے معنی پر

حالانکہ شطن بفتحتین رسن دراز کو کہتے ہیں اور شیطان اس لفظ سے مشتق نہیں ہے ہر طفل مکتب بہی جانتا ہے کہ شیطان کے معنے مخالف

یا نافرمان سردار اور ابلیس بہی لبس سے مشتق نہیں ہے بلکہ بلس سے مشتق ہے جسکے معنے ناامیدی اور ابلیس کے معنی ناامید غیاث اللغات ہی میں

دیکہہ لیا ہوتا

(صفحہ ۷۶ و ۷۷ جلد اول تفسیر حقانی) قولہ وہ لوگ مرنیکے بعد بمقتضائے صورت نوعیہ کے بموجب طعام لذیذہ اور بعض لذات وشہوات کی خواہش

بہی کرتے ہیں تو اونکی خواہش پوری کیجاتی ہے چنانچہ اس آیۃ میں اسی کے طرف اشارہ ہے

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون الخ پس یرزقون سے مفسر علامہ کی نظر میں لوگوں کی شہوتوں کی خواہش کا

پورا کرنا ہے یہاں شہوات سے مراد اشتہائے طعام نہیں ہے کیونکہ شہوات کیلیے خواہش کا لفظ موجود ہے اور اوس سے بیشتر طعام لذیذہ اور

بعض لذات کو ملاحظہ کرلینا چاہئے جس سے صاف ظاہر ہے کہ لوگ شہوت رانی اور مباشرت بازنان کی خواہش نعوذ باللہ بار تعالیٰ سے کرینگے کیونکہ مقتبو

کی عمدہ علامت یہی ہے تو یہہ خواہش اون شہوت پرستوں کی پوری کیجائیگی یہہ اسلام کے فضائل بمقابلہ دیگر ادیان بیان ہورہے ہیں یہہ

صفحہ ۷۷ میں مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں چنانچہ حضرت نے فرمایا ہے کہ میں نے ایک حور گندم گون سرخ لب دیکہی جبرئیل سے پوچہا کہ یہہ کون ہے

کہا جعفر بن ابیطالب کی ایسی عورت سے نہایت رغبت خدا نے دیکہی تو اوسکو اس شکل پر ظاہر کردیا الخ بہشت کی ساری نعمتوں میں یہہ اسباب

شہوت رانی بالخصوص مفسر کی نظر میں بیان کرنیکے لائق سمجہی گئی تا اکابر اسلام کا تقدس یگانہ وبیگانہ کی خوب ذہن نشین ہوجائے اور صفحہ ۲۴۱ و ۲۴۲

میں دو جگہ مفسر الہام یافتہ نے بڑے تفاخر سے یہہ ثابت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو خدا نے اجازت دی تہی کہ جسقدر عورتیں چاہیں اپنی ازواج میں

داخل کرلیں گویا عمدہ ترین فضائل میں آنحضرت صلعم کی اس صفت کو سمجہنا چاہئے کہ بےشمار عورتیں جمع کرلینے کا خدا نے آنحضرت صلعم کو

اختیار دیا تہا کہ منصب رسالت کا حق ادا کرنیکے یہی سامان تہے اور اسکے ثبوت میں ایک حدیث عائشہ رضؓ بہی پیش کیجاتی ہے اسکی وجہ یہہ ہے

کہ ایسی طبیعت کی لوگوں نے اپنی شہوت رانی کے جواز میں حسب فعل رسول اللہ صلعم کو اونکی نظیر بنانا چاہا تو آنحضرت صلعم کے ازواج میں سے

اس قسم کی حدیث کیواسطے سند قایم کرنا موزون تر خیال کیا یہہ سمجہہ کر کہ چونکہ ازواج کو ایسے امور میں غایت درجہ کا رشک وحسد ہوتا ہے اور

اور جب وہی ایسی حدیث کے راوی ہوں تو پہر کیکو اوسکی صحت میں شک نہ ہیگا چونکہ سورہ احزاب میں سوا موجودہ ازواج کی اور عورتوں سے نکاح کرنا آنحضرت صلعم کو منع فرمادیا گیا تہا اسی آیت کی نسخ کیواسطے وہ حدیث عائشہ رض پیش کیجاتی ہے حالانکہ مشکوٰۃ میں یہہ حدیث موجود ہے قال رسول اللہ صلعم کلامی لاینسخ کلام اللہ وکلام اللہ ینسخ کلامی الحدیث یعنے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ میرا کلام نہیں منسوخ کرتا کلام اللہ کو اور کلام اللہ منسوخ کرتا ہے میرے کلام کو الخ اور مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہے الخ لیکن اتنا نہ سمجھے کہ اگر پہلے آیت اسکی ناسخ ہوتی تو پہر حدیث گہڑ لینے کی کیوں حاجت ہوئی اسیطرح وہ حدیث بہی گندم گوں شرح لمب حور کے کوئی نفانی آدمی کب پہچان سکتا ہے کہ وہ قابل اعتبار نہیں اسی تفسیر حقانی میں کسی جگہ لکہا ہے کہ آتش پرستوں کی کتاب دساتیر میں مسلمانوں کی یہہ صفت لکہی ہے کہ شہوت رانی عبادت کی مانند اونمیں رائج ہوگئی اسکے جواب میں مفسر الہام یافتہ بہت غصہ میں آکر اوسکو جہٹلایا ہے حالانکہ خود ہی اوس سے زیادہ مسلمانوں کی شہوت رانی کو تفسیر حقانی کا سرمایہ مفاخرت بنایا ہے چونکہ سید احمد خانصاحب بہادر نے تفسیر القرآن کے صفحہ ۳۵ میں بہشت کو خرابات سے تشبیہہ دی تہی مفسر علامہ نے اوسی عین خرابات ہی بنادیا اور نہ فقط اسیقدر بلکہ یہہ لکہکر کہ وہاں شہوات کی خواہش بہی کرتے ہیں یعنے حق تعالے سے یہہ فرمایش کیجاتی ہے تو حقتعالی اونکی شہوتونکی خواہش کو پورا کرتا ہے معاذ اللہ جبروت باریتعالی کی بیحرمتی میں کوئی بات باقی نہیں رکہی ایسی بیہودہ سیاہی اور بیدینی کے الفاظ پڑہکر ہیبت الہی سے بدنپر لرزہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا ہی کے کلام کی تفسیر میں خدا کو شہوت رانی کے فرمایشات کا پورا کرنیوالا ٹہرا کے

اب انبیاء علیہم السلام کو جو مفسر الہام یافتہ نے صلواتیں سنائی ہیں درج ذیل ہے

(صفحہ ۹۲ جلد اول تفسیر حقانی) قولہ اور عورتوں کی رغبت پرجس زنخے کو اعتراض ہو وہ پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام پر اعتراض کرے کہ جو خدا ے بنی اسرائیل کے پہلوٹہے بیٹے تہے جنکی چار بی بیان جنمیں دو حقیقی بہنیں تہیں الخ خداے بنی اسرائیل کے اس سے ثابت ہوا کہ مفسر صاحب کا وہ خدا نہیں ہے جو بنی اسرائیل کا خدا ہے واہ مفسر الہام یافتہ اپنے ہی اقرار سے برملا شیطان کے بندونمیں شامل ہوگئے دیکہا خدا کے انتظام ایسے ہوتے ہیں کہ خود مفسر الہام یافتہ کے منہہ سے اقرار کروا دیا کہ وہ اوس خدا کا بندہ نہیں ہے جو بنی اسرائیل کا خدا ہے حالانکہ قرآن مجید میں حق تعالے نے صاف فرمادیا ہے کہ مسلمانونکا وہی خدا ہے جو بنی اسرائیل کا خدا ہے الہنا والہکم واحد ونحن لہ مسلمون وقال المسیح یا بنی اسرائیل اعبدوا اللہ ربی وربکم اور پہلوٹہے بیٹے سے مراد الہامی محاورہ میں نہایت عزیز اور جہان فقط بیٹے کا لفظ ہے اوس سے مراد عزیز یہاں وہ الزام نہیں ہوسکتا ہے جو نصاری پر ہے کیونکہ یہودی خداے واحد کے پرستار ہیں اور یہاں اونہیں کا ذکر ہے اور دو بہنوں کے ساتہہ شادی کرنیکی وجہ یہہ ہوئی کہ اوسوقت تک توریت جسمیں اسکی ممانعت ہے نازل نہ ہوئی تہی خدا کی قدرت ہے جو شخص اتنا ہی نجانتا ہو وہ تمام مذہب یہود و نصارے وغیرہ کے رد کرنے کا دعوے کرے اور زنخے کا لفظ تو مفسر الہام یافتہ او تفسیر حقانی کے سب سے بڑی زینت ہوگیا پہر اسی صفحہ یعنے صفحہ ۹۲ جلد اول میں مفسر الہام یافتہ اپنی طرف سے فرماتے ہیں نہ یہہ کہ کسی یہودی یا نصرانی کا قول نقل کیا ہو چنانچہ قولہ علاوہ اسکے خود حضرت مسیح اور اونکی حواری جوان جوان عورتوں کے ساتہہ رہا کرتے تہے کہ جسپر یہود کو بدگمانی ہوئی انتہی بہلا جس کے گہر میں یہہ تفسیر حقانی ہو اوسکی اولاد اسی کو پڑہکر کہاں تک انبیا علیہم السلام کو گالیاں دینا جایز سمجہیگی پس حضرت عیسی ع جیسے پیغمبر اولو العزم کو جنہیں روح اللہ اور کلمۃ اللہ کا جناب الہی سے خطاب ملا ہے علاوہ دشنام مغلظ دینے کے مفسر الہام یافتہ کا یہہ صریح جہوٹہہ اور حضرات حواریوں پر صریح بہتان ہی ہے شیطان بہی باوجود مخالفت عظیم ایسا الزام حضرت عیسی پر نہیں لگا سکتا ہے مگر مفسر الہام یافتہ نے تو حضرت عیسی ع اور حضرات حواریوں کی زناکاری صریح ظاہر کی ہے

کیونکہ حضرت رسول اللہ صلعم کی کثرت ازواجی کے نظیر میں حضرت عیسیٰ ع اور حضرات حواریوں کا جوان جوان عورتوں کے ساتھہ رہنا لکھا ہے اور اس فقرہ سے کہ جسپر یہود کو بدگمانی ہوئی بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ ع اور حضرات حواریوں کی زناکاری مفسر الہام یافتہ نے ظاہر کی ہے اور آنحضرت صلعم کی فضیلت حضرت عیسیٰ ع پر اسطرح ثابت کی گئی کہ آنحضرت صلعم نے تو نکاح کئے تھے مگر حضرت عیسیٰ ع اور حضرات حواریوں مطلق زناکار تھے یہاں سے ثابت ہوا کہ مفسر الہام یافتہ کا ایمان کتبہ و رسلہ پر ہرگز نہیں ہے اور یہہ اس مفسر کے کفر کی واضح علامت ہے اگرچہ جملہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی ایک سے بہی انکار کرنیوالا بالاتفاق کافر ہے چہ جائے آنکہ پیغمبر اولوالعزم کو مغلظہ دشنام دینے والا مگر حضرت عیسیٰ ع پر ایمان لانیکی تو بطرز خاص بہی ہدایت ہوئی ہے چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں یہہ حدیث ہے قال رسول اللہ صلعم من شہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وان عیسیٰ عبد اللہ ورسولہ وکلمتہ القہا الی مریم وروح منہ الخ (متفق علیہ) اور ممکن نہیں ہے کہ کوئی شخص جسپر ایمان رکہتا ہو اوسکی ایسی فضیحت اور بیحرمتی کرے اور ظاہر بہی ہے کہ جسکو مفسر الہام یافتہ نے ایسا عیاش اور زناکار سمجھہ لیا ہے ایسا شخص کب اس لائق ہوتا ہے کہ اوسپر ایمان لایا جائے پس ایسا کفر بکنے والا بہی اگر کافر نہو تو کیا دو چار پیغمبروں کو قتل کرے تب کافر ہوگا حالانکہ بڑے مرتبہ والوں پر ایسا بہاری اتہام اونہیں قتل کر ڈالنے سے کہیں زیادہ ہے کیا شہر کے لقندروں اور رکولی چماروں کا یہہ معاملہ ہے کہ ذرا سی بیس گالیاں کہا کر اونکی عزت نہیں بگڑتی اگرچہ وہ بہی کبہی غیرت سے لڑنے اور مرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں پس انبیاء علیہم السلام کی غیرت اور اونکی شان عظیم پر نظر کرلی چاہئے کہ ایسا سخت اتہام اپنے حق میں معلوم کرکے اونکی روح خصوصًا روح اللہ کو کسقدر صدمہ پہونچا ہوگا لیکن جو شخص الہام یافتہ ہونیکا دعوے کرکے خدا ہی پر بہتان باندہنے سے خوف نکرے وہ انبیاء علیہم السلام پر بہتان باندہتے سے کب خوف خدا کریگا اور جو مسلمان کہ ایسا کفر سنکر کچھہ پروا نکرے ہیں نہیں جانتا کہ خدا ورسول کے خصوصًا اپنے اسلام کا کیا ثبوت دیگا قال رسول اللہ صلعم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالک اضعف الایمان (رواہ مسلم) اب ہر شخص کو جو اس امر میں بے پروا رہا ہو اپنے دلمیں خوب غور کرنا چاہئے کہ کیا وہ اضعف الایمان بہی ہے یا اس درجہ سے بہی گرا ہوا ہے اور چونکہ قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں حضرت عیسیٰ ع کے بڑے بڑے فضایل مرقوم ہیں پس مفسر الہام یافتہ نے حضرت عیسیٰ ع اور حضرات حواریوں کو ایسا زناکار ظاہر کرکے خدا کی اور رسول صلعم کی غلط فہمی درباب مراتب حضرت عیسیٰ ع ظاہر کی ہے اور یہہ صریح تخفیف کلام باری اور کلام نبوی صلعم کی ہوئی چونکہ یہہ دشنام اور یہہ بہتان حضرت عیسیٰ ع اور حضرات حواریوں پر حق العباد میں داخل ہے اسلئے اس کفر کیواسطے باتفاق جمہور علماء اسلام توبہ نہیں ہے اب مفسر الہام یافتہ کو دو باتوں سے چارہ نہیں ہے کہ یا تو اسے حق العباد سمجھکر قبول توبہ سے ناامید ہو یا اسی حق اللہ قرار دیکر حضرت عیسیٰ ع کی خدائی کا نصرانی بنکر اقرار کرے جب حافظ حاجی احسان اللہ و حاجی محمد دین خان صاحبان صحیح بخاری کی دونوں جلدیں لیکر مفسر الہام یافتہ کے پاس پہونچے کہ وہ حدیث ممانعت توریت خوانی حضرت عمر رض جسکو صفحہ ۳ جلد ثانی تفسیر حقانی میں آپنے لکہا ہے کہ بخاری میں ہے پس اب دیکہا دو کہ بخاری میں کہاں ہے اوسوقت مفسر الہام یافتہ کو کچھہ جواب نہ آیا اور بغلیں جہانک کر رہگئے شاید نزول وحی کا انتظار کیا ہو لیکن غنیمت ہی کہ باوجود اس خفت عظیم کے زندہ تو رہے اوسی جلسہ میں مفسر الہام یافتہ نے باظہار قابلیت دلیل لمی اور دلیل انی کا ذکر کیا اور جب حاجی محمد دین خانصاحب لمی و انی کی صفت پوچھی تو مفسر الہام یافتہ نے فرمایا کہ یہہ علمی باتیں ہر شخص سمجھہ نہیں سکتا ہے لیکن اب ہم مفسر الہام یافتہ کو سمجہا دیں کہ دلیل لمی تو یہہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ع پر زنا کا بہتان کرنے سے ہمنے جانا کہ مفسر الہام یافتہ کے دلمیں کفر بہرا ہوا ہے وہی علت اس معلول کا سبب ہوئی اور دلیل انی یہہ ہے کہ مفسر الہام یافتہ کے کفر بکنے سے ہمنے جانا کہ جمہور اہل اسلام کے نزدیک وہ کافر

[illegible] حاجی محمد دین خان صاحب [illegible]

ضرور قرار پاتینگے کیونکہ یہہ علت اوسی معلول کیطرف دلالت کرتی ہے صحیح بخاریمیں بروایت حضرت ابوہریرہ رضہ حدیث قدسی ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ خدا فرماتا ہے جو میرے دوست کی تحقیر کرے تو اوسنے البتہ میرے ساتھہ لڑائی پر کمر باندہی ہے انتہی دیکھئے یہہ بہی برہان انی ہے یا نہیں—

(صفحہ ۲۵ جلد ثانی) سورہ الحمد کی تفسیر میں حضرت عیسیٰؑ کی دعا جو حواریوں کو سکہائی گئی تہی اور جسمیں یہہ فقرہ ہے کہ ہماری روزکی روٹی ہمیں دے مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں کہ جسکی معرفت یہہ دعا یعنے سورۃ الحمد الہام ہوا اسکو نبی نہ کہا جائے اور دعائے نان کے معلم کو نبی کہا جائے اگر سخت ناانصافی او تعصب نہیں تو اور کیا ہے انتہی یعنے جو نبی کہلائے جائینگے لایق ہے یعنے حضرت رسول اللہ صلعم انکو نصارے نبی نہیں کہتے اور جو نبی کہلائے جانیکے لایق نہیں یعنے حضرت عیسیٰؑ اونہیں نبی کہتے ہیں یہہ سخت ناانصافی اور تعصب ہے اور حضرت عیسیٰؑ کے اون الفاظ دعا کی متانت مفسر الہام یافتہ جیسے عقل والونکو سمجہنا ممکن نہیں ہے جنکی لیاقت اس تفسیر سورہ الحمد سے ظاہر ہے کہ الفاظ کا مطلب کچہہ ہے اور تفسیر کچہہ ہے اگر گنجایش ہوتی تو بہت سی مضامین اوسکے نقل کرنیکے لایق تہے نمونہ کے طور پر چند الفاظ اسی صفحہ ۲۵ سے نقل کرتا ہوں قولہ صراط کے بعد لفظ مستقیم آیا اوسکی جگہ سوے وغیرہ دیگر الفاظ جو سیدہی ہونیکے معنے پر دلالت کرتے ہیں نہیں آئے اس نکتہ کے لئے کہ مستقیم میں استقامت پائی جاتی ہے کہ جس سے یہہ ارشاد ہوا کہ صرف ایک بار ان اخلاق حمیدہ سے موصوف ہونا کافی نہیں بلکہ انپر مداومت ہونی چاہئے اور ایک ملکہ پیدا ہونا چاہئے کہ جسکو استقامت کہتے ہیں چنانچہ ایک جگہ خود فرماتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا الخ پس مستقیم کی تو یہہ صفت بیان ہو رہی ہے اور اخلاق حمیدہ میں مداومت اور ملکہ پیدا ہونا اور استقامت بلکہ آیت میں ثم استقاموا یہہ سب صفت راہ کی ہوئی یا راہ پر چلنے والے کی کیونکہ مستقیم تو صفت راہ کی ہے اور استقامت و مداومت اور ملکہ پیدا ہونا اور استقاموا صفت راہ پر چلنے والے کی اسے صراط المستقیم سے کیا علاقہ کیا راہ بہی کوئی ملکہ پیدا کرسکتی ہے اور ....

صفحہ ۳۱ جلد ۲ میں مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں ان تینوں آیات میں رحمت اور غضب کی جیسے رعایت منصب الہام کو ضرور تہی ویسیہی کی چنانچہ اس امت مرحومہ کے لئے یہہ مناسب تہا کہ آثار غضب کے بہ نسبت اطوار رحمت کو زیادہ ظاہر کیا جاوے اسلئے رب العالمین اور الرحمن الرحیم دو جملہ تو وہ بیان کئے کہ جنسے رحمت ٹپکتی ہے اور پہر خوف دلانیکو جیسا آثمیں تک مالک یوم الدین کو ذکر فرماکر چوکنا کردیا الخ منصب الہام قابل غور ہے اور یہاں مالک یوم الدین کو اگرچہ جیسا آثمیں تک لیکن آثار غضب میں مفسر الہام یافتہ نے مذکور کیا ہے چونکہ رب العالمین میں اس جہان فانی کیطرف اشارہ ظاہر ہے اور یوم الدین میں اوس جہان باقی کیطرف اور مالک یوم الدین کو الرحمن الرحیم کے ضد اور مقابلہ میں مفسر الہام یافتہ نے ذکر کیا ہے پس ضرور ہوا کہ جسطرح الرحمن الرحیم میں غضب کا شائبہ بہی نہیں ہے مالک یوم الدین میں رحمت کا شائبہ نہو اور حاصل مطلب یہہ ہوا کہ اس جہان میں جسطرح خدا مومن و مشرک دونوں کی پرورش کرتا ہے عاقبت میں دونوں پر عذاب کریگا یعنے دونوں کو جہنم میں ڈالیگا اور ....

صفحہ ۳۳ جلد ۲ میں رب العالمین کے ذکر میں آپ دساتیر اور ویدوں کو لغو ٹہراتے ہیں اور یہہ نہ سمجھے کہ اب لفظ کسی اور کتاب میں بت پرستونکے بہی جو قرآن سے پیشتر کے ہیں اگر نکلے تو وہی کلام الہی قرار پائیگی اور قرآن اوسکی نقل اور کس زبان میں یہہ لفظ نہیں ہے جسکے معنے رب العالمین ہوں لیکن اگر کوئی بت پرست کہے کہ اسلام کی ساری خوبیوں کا مدار اگر اسی سورہ الحمد پر ہے تو ثابت ہوا کہ مسلمانوں کا خدا رب العالمین اور اوسکے بعد کی صفات سے ممتاز ہے اور خلقت کا پیدا کرنیوالا اور برما ہے نہ یہہ خدا جو سورۃ الحمد میں مذکور ہوا جیسے جانوروں کے بچے ہم پال لیتے ہیں

مگر اونہیں پیدا نہیں کرسکتے پس ایسی قابلیت مفسر الہام یافتہ کی جو کلام الٰہی کی عظمت بڑہانیکے واسطے فرمائی گئی اوسکی عظمت گہٹانیکا باعث ہوگئی ایسی باتونکا سمجھنا ہی مفسر الہام یافتہ جیسے عقل والے کا کام نہیں ہے لیکن جو ذی عقل ہیں وہ جانتے ہیں کہ خدا نے سورہ الحمد اوس غرض سے نہیں فرمائی جس غرض سے قرآن نازل کیا بلکہ محض دعا مانگنے کا طرز مسلمانونکو سکہلایا ہے نہ یہہ کہ اپنی شان وقدرت کا اظہار کیا ہو جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا ہے اور وہاں صفت خلاقی کا بار بار اظہار ہے اور اسلئے ناخداشناسوں پر قرآن حجت ہے نہ یہہ کہ سورہ الحمد الحاصل ان سب باتوں سے قطع نظر کرکے اب سمجھنا چاہیے کہ وہ دعائے نان حضرت عیسیٰ ع کے خواہ کیسے ہی خراب اور نکمی ہو جب یہہ قرار واقعی ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ ع نے حواریوں کو سکہلائے تہی تو اوسکی ایسی تفضیحیک و تحقیر اور اوسی حضرت عیسیٰ ع کے نبی نہونیکی علامت قرار دینا اگر کفر نہیں تو کیا اسکو اسلام کہتے ہیں کیا حضرت رسول اللہ صلعم کی نبوت کا ثبوت اسی پر منحصر ہے کہ اور انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دیجائیں کیا آنحضرت صلعم کے عہد میں یہود و نصاریٰ آنحضرت صلعم کی نبوتکا انکار نہیں کرتے تہے لیکن اونکے جواب میں آنحضرت صلعم نے انبیاء سلف میں سے کسیکو کبہی کوئی لفظ بہی خلاف شان انبیاء علیہم السلام نفرمایا بلکہ سب انبیاء علیہم السلام پر بے تفرقی کسے ایک کے ہی کامل ایمان لانا اسلام کے اصل قرار دیا پس مفسر الہام یافتہ کو اگر اتنی لیاقت نہ تہی کہ بغیر کفر بکے یہود و نصاریٰ کی تردید کرسکے تو اپنا ایمان کہونے اور بہتوں کو بے ایمان بنانیکے واسطے یہہ تفسیر حقانی تصنیف کرنی کیا ضرور تہی —

(**صفحہ ۶۸ جلد اول**) **قولہ** جسطرح رضاء الٰہی ونعماء نامتناہی جنت کی صورت میں ظہور کرتے اسیطرح قہر الٰہی اور وہ اعمال جو خلاف فطرت عمل میں آئے جہنم کی صورت میں پیش آتے ہیں یہی چیزیں نارتطلع علی الافئدۃ بنجاتے ہیں اور یہی اعمال اپنی صورت طوق و زنجیر و زقوم اور گرم پانی کے بناکے ایذا پہنچاتے ہیں انسان کی شقاوت قلبی جہنم کی اندہیری بنجاتی ہے الخ اس سے وہ سب صفات دوزخ اور اوسکے طبقات ہفتگانہ اور اوسکا ایندہن آدمی اور پتہر **وقودها الناس والحجارة** وغیرہ باطل ہوگیا یعنے اگر انسان کے اعمال بد طوق و زنجیر وغیرہ بنجاتے ہیں تو پہر کونسے اعمال یہہ طوق وغیرہ بنجاتے ہیں اسکے سوا اس صورت میں ضرور ہے کہ جتنے بداعمال انسان ہیں اوتنے جہنم ہوں کیونکہ یہہ تعین نہیں ہے کہ اتنے کرور آدمیوں کے بداعمالی جمع ہو تب دوزخ بنے اس سے یہہ بہی ثابت ہوا کہ دنیا ہی میں ہر بداعمال شخص دوزخ اپنے ساتھہ لئے پہرتا ہے خدا نے کوئی دوزخ بہشت نہیں بنائی ہے اور بہشت کی کیفیت جو مفسر الہام یافتہ نے یہہ لکہی ہے کہ رضائے الٰہی ونعماء نامتناہی جنت کیصورت میں ظہور کرتے ہیں الخ

پس نعماء تو خود جنت میں ہونگے جنت کی صورت میں ظہور کرنا کیسا علاوہ اسکے جسطرح انسان کی بداعمالی دوزخ بنے گی تو ضرور ہے کہ انسان کی نیک اعمالی بہشت نبنے رضائے الٰہی کو اسمیں کیا دخل ہے اور حضرت آدم جس بہشت سے نکالے گئے وہ کن لوگوں کے اعمال بہشت بنی تہے

(**صفحہ ۵ جلد اول تفسیر حقانی**) **قولہ** انسان کی اصلاح حال وتہذیب نفس ونفع آخرت کیواسطے ایک جماعت برگزیدہ لوگوں کی قایم کی کہ جنکو فہیم کہتے ہیں یہہ وہ لوگ ہیں کہ جنکی قوت ملکیہ نہایت علو پر ہوتی ہے اونکے دلوں سے حجاب جسمانی اوٹہائی جاتی اور اونکو عالم ملکوت کے عجایب اسرار دیکہائے جاتے ہیں اونکو اس عالم کے علوم اور احوال عمدہ شوق وتجرید سے آراستہ اخلاق وصورت وسیرت سے پیراستہ بنایا جاتا ہے اونکی وجہ سے انسان کے نفس کی اصلاح اور دارین کی فلاح ہوتی جسطرح کہ تاربرقی اور ریل وغیرہ امور کے موجد دنیاوی اوستاد ہیں اسیطرح یہہ لوگ ان امور میں ہادی دین ہیں اونکی چند اقسام ہیں پس جو لوگ عبادت سے تہذیب نفس کرینگے

علوم رکھتے ہیں اونکو کامل کہتے ہیں اور جنکو اخلاق حمیدہ اور تدبیر منزل وغیرہ علوم دئے جاتے ہیں اونکو حکیم کہتے ہیں اور جنکو سیاست کلّی اور عدل و انصاف کے علوم ملتے ہیں تو اونکو خلیفہ کہتے ہیں اور جنسے عالم بالا کے لوگ کلام کرتے اور دیکھائی دیتے ہیں اونکو موید بروح القدس کہتے ہیں اور جنکی دل و زبان پر وہ نور او فیض رکھا گیا کہ اونکی صحبت سی لوگ مراتب عالیہ پاتے ہیں اور اونکو ہدایت نمائی کا خیال رہتا ہے تو اونکو ہادی کہتے ہیں اور جنکو ملت و مذہب کی اصلاح کے علوم اور اونکی زندہ کرنیکے طریقے سکہائے جاتے ہیں وہ امام کہلاتے ہیں اور جنکا یہہ حال ہے کہ وہ علایق جسمانی سے مجرد ہوکر عالم حشر و قبر کے احوال پر مطلع ہوجاتے یا کسی قوم کی آفات و بلیات آیندہ پر واقف ہوکر لوگونکو اوس سے متنبہ کرتے ہیں اونکو منذر یا نذیر کہتے ہیں اور جنپر حکمت الہی اور رحمت نامتناہی خلق کی اصلاح چاہتی ہے تو ان سب میں اعلی شخص کو جسکی نافرمانی پر خدا کی ناراضی اور اطاعت پر خوشنودی ہوتی ہے اور جسکے موافق کو ملاء اعلی میں محبوب اور مخالف کو ملعون سمجہتے ہیں خدا ایسے پیدا کرتا ۔ روحانی لوگ اسکی اطاعت کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ باتیں کہ جنکو معجزات کہتے ہیں پس ایسے شخص کو نبی کہتے ہیں اگر اوسکو شریعت جدید اور کتاب آسمانی بہی ملتی ہے تو اوسکو رسول کہتے ہیں اور اوسکے پیرووں میں جسکو نفس قدسی عطا ہوتا ہے ۔ اوس سے خوارق عادات سرزد ہونے لگتے ہیں جنکو کرامت کہتے ہیں تو اوس شخص کو ولی کہتے ہیں پہر اولیاء کے بہت سے اقسام ہیں غوث قطب وغیرہ الخ اس سب بیان پر خوب غور کرنا چاہئے کہ سب سے مقدم فہیم بتلائے گئے اور اونکے چند اقسام ہیں کامل اور حکیم اور خلیفہ اور موید بروح القدس اور ہادی اور امام اور منذر یا نذیر اور نبی اور رسول اور رسول کے پیرو نہیں غوث قطب وغیرہ نہ قرآن مجید میں فہیم وغیرہ بتلائے گئے اور نہ حدیث میں پہر مفسر الہام یافتہ نے سوا اوس الہام الہی کے جسنے اونہیں ایسی تفسیر لکہنے پر مامور کیا ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ ــ

دیکہو صفحہ ۵ جلد ثانی **تفسیر حقانی** اور کہاں سے فہیم وغیرہ کو پہچان لیا اسکے علاوہ عموماً ارشاد ہوا کہ بہ گمان خدا میں جنکو سیاست کلی اور عدل و انصاف کے علوم ملتے ہیں تو اونکو خلیفہ کہتے ہیں اسوجہ سے راجے جیپور اور راجائے نیپال اور اگر اس سے ترقی کریں تو شاہنشاہ چین وغیرہ مرتبہ خلافت کی سزا وار ثابت ہوئے کیونکہ یہاں مفسر الہام یافتہ نے کچہہ مسلمانوں کی تخصیص نہیں رکہی ہے جب سی دنیا میں حکمرانی اور سیاست کلی اور عدل و انصاف کی بنیاد پڑی خلیفہ کا وجود قایم ہوا ہے پس اوسوقت یہہ مسلمان کہاں تہے اور بڑی غلطی ہے جو نیپال کے راجہ کو لوگ خلیفہ وقت نہیں کہتے ہیں حالانکہ نبوت و رسالت کی مانند یہہ خلافت بہی ایک شاخ مرتبہ فہیمی کی ہے پہر ارشاد ہوا کہ جو لوگ عبادت سی تہذیب نفس کرنیکے علوم رکھتے ہیں اونکو کامل کہتے ہیں اور جنکو اخلاق حمیدہ اور تدبیر منزل وغیرہ کے علوم دئے جاتے ہیں اونکو حکیم کہتے ہیں یہاں بہی کچہہ اسلام کی خصوصیت نہیں ہے کیونکہ کامل اور حکیم کا لفظ محض مسلمانوں کیواسطے سی موضوع نہیں ہوا ہے پس جو بت پرست وغیرہ عبادت سے تہذیب نفس کرنے یا اخلاق حمیدہ اور تدبیر منزل وغیرہ کے علوم جانتے ہیں وہی کامل اور وہی حکیم ہیں اور جنکو ہدایت نمائی کا ہر دم خیال رہتا ہے وہ ہادی ہیں اور جنکو ملت و مذہب کی اصلاح کے علوم سکہائے جاتے ہیں وہ امام کہلاتے ہیں لیکن ہدایت نمائی مخصوص اونکے واسطے ہے جنکو ہادی کہتے ہیں اور امام یا نبی وغیرہ کو اس سے کچہ علاقہ نہیں ہے اسیطرح جو منذر یا نذیر ہیں وہ ہادی یا امام یا نبی یا رسول کی صفات سی معرا ہیں اور کوئی رسول منذر یا نذیر نہیں ہوتا ہے اور مبشراً و نذیراً کا مطلب اس تفسیر کی بدولت اسوقت ذہن نشین ہوا اور موید بروح القدس بہی نبی یا رسول نہیں ہوسکتے کیونکہ اونکا منصب جدا گانہ مذکور ہوا ہے اب اگر کوئی کہے کہ جو صفات ہادی و حکیم و کامل و خلیفہ وغیرہ کے ہیں وہ سب نبی و رسول کی ذات میں جمع ہوتے ہیں تو یہہ اس تفسیر حقانی کے منشار

کلام سے بالکل غلط ہی علاوہ اسکے حضرت عیسیٰ ؑ اور حضرت یحییٰ اور حضرت ذکریا اور حضرت الیاس اور حضرت یونس وغیرہم علیہم السلام کو کبھی ایک لحظ بھی خلافت سے سروکار نہیں ہوا تھا اور اسیطرح حضرت یعقوب اور حضرت سلیمان اور حضرت نحمیاہ وغیرہم علیہم السلام کبھی موید بروح القدس نہیں ہوئے کیونکہ اونپر وحی کا نزول نہوا تھا پس مفسر الہام یافتہ کے فحوائے کلام سے ثابت ہی کہ نبی یا رسول میں صفات ہادی و خلیفہ وغیرہ کے جمع ہونا ضرور نہیں کیونکہ وہ سب مناصب مذکورہ افراد بنی آدم میں جدا جدا ہوتے ہیں بلکہ نبی اور رسول میں بھی اتحاد اعلے صفات کبھی نہیں ہوتا ہے چنانچہ مفسر الہام یافتہ نے خود اسکی تشریح کردی ہی کہ صاحب معجزات کو نبی کہتے ہیں اجکو شریعت جدید اور کتاب آسمانی بھی ملی ہے اوسکو رسول کہتے ہیں پس اب کیا شک رہا کہ ہادی اور کامل اور حکیم اور خلیفہ اور موید بروح القدس اور منذر یا نذیر وغیرہ صفات نبی یا رسول سے کچھ علاقہ نہیں رکھتے ہیں لیکن اسمیں پہلے خطا مفسر الہام یافتہ سے یہہ ہوئی جو رسول کی شناخت اس تفسیر حقانی میں یہہ لکھی ہے کہ جسکو شریعت جدید ملی ہو حالانکہ اسلامی عقیدہ کے بموجب حضرت عیسیٰ ؑ کے حواری جنکو قرآن میں رسول لکھا ہے انہیں کوئی شریعت جدید نہیں ملی تھی تب بھی وہ کلام الٰہی میں رسول کہلائے دیکھو سورہ یسین —

دوسرے خطا مفسر الہام یافتہ کی یہہ ہے کہ اگر صاحب شریعت کو رسول سمجھیں تو سوا حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کی کسی اور نبی کو شریعت نہیں عطا ہوئی چہ جائیکہ جدید اس سے ثابت ہوا کہ سوا حضرت موسیٰ ؑ اور آنحضرت صلعم کے تمام انبیا علیہم السلام میں سے کوئی بھی رسول کہلانیکے لائق نہیں اور قرآن میں جہاں کہیں رسل کا لفظ بصیغہ جمع آیا ہے وہ صحیح نرہا دنیا کے شروع سے فقط دو ہی رسول ہوئے ہیں اور وہ بھی نہ ہادی ہیں نہ موید بروح القدس نہ حکیم نہ کامل نہ صاحب خلاق حمیدہ نہ عالم تہذیب نفس —

تیسرے خطا مفسر الہام یافتہ سے یہہ ہوئی جو نہ بتلایا کہ وہ میاں فہیم صاحب کس دین و مذہب کے تھے مسلمان تو وہ ہو نہیں سکتے کیونکہ اسلام کا شیوع حضرات انبیا علیہم السلام کے ذات سے ہوا ہے اور فہیم کو تو انبیا علیہم السلام پر تقدم ہے پس وہ مجوسی تھے یا دہریہ یا مروینے یا دروسی یا کیفوسشش کے پیرو یا لاوزی کے کاگو یہہ مذاہب ابتک رائج ہیں اور باوجود دعوے تردید جمیع مذاہب ان مذہبوں کا نام بھی مفسر الہام یافتہ نے نہ سنا ہوگا — — — — — — — — — — —

صفحہ ۷۵ جلد ثانی تفسیر حقانی میں مفسر الہام یافتہ بڑے تفاخر کیساتہہ صاحب دبستان المذاہب کو یوں قایل اور لاجواب کرتے ہیں کہ چینیوں کا مذہب بودہ ہے وہ بھی بت پرست ہیں انکے ہاں بھی کوئی کتاب ایسی نہیں کہ جسکو وہ الہامی کہتے ہوں الخ یہہ ایسی معلومات اپنی مفسر الہام یافتہ نے ظاہر کردی کہ صاحب دبستان المذاہب کو دنیا میں منہہ دکھانیکی جگہ نہیں رہی اسیلئے وہ پیشتر اس سے کہ ایسا جواب دندان شکن پائے اس جہان ہی سے بھاگ نکلا لیکن اب میں مفسر الہام یافتہ کو تبلادوں کہ اہل چین میں الہامی کتابیں جو کہلاتی ہیں اونکا نام شون فینگ اور شیقینگ ہے اور چین کے تواریخوں میں لکھا ہے کہ کنفوسشش کی کتاب آسمانی کی تعلیمات ایسی عمدہ ہیں کہ وہ تعلیمات اکثر جگہ میں انجیلی تعلیمات سے لفظ بلفظ مطابق ہوجاتے ہیں اب آپ کو معلوم ہوا کہ اہل چین جو علم و فضل میں روئے زمین کے لوگوں سے سبقت کئے ہوئے ہیں جنکی بابت آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ طلب کرو لیکے حاصل کرو علم کو اگرچہ چین میں ہو وہ ایسا مذہب رکھتے کہ جسمیں کوئی کتاب اونکی یقین کے بموجب الہامی نہو اور مفسر الہام یافتہ کو اتنی بھی عقل خدا نے ندی جو سمجھتے کہ سکھوں کا مذہب جو چند مدت سے نکلا ہے اونمیں تو کتاب آسمانی اونکے عقیدہ کے موافق موجود ہے یعنے گرنتھہ پھر اہل چین کیونکر بے کتاب رہ سکتے تھے مفسر الہام یافتہ نے ہندوستان کے لوگوں کو بالکل بیوقوف سمجھہ لیا ہے اسلئے ایسی لاف و گذاف کہ جس سے آپکا ہمہ دان اور لاثانی ہونا بہتوں کے ذہن نشین ہوجانے لگے —

چوتھی خطا مفسر الہام یافتہ سے یہہ ہوئی ہو از راہ شیخی اوس مفسر کا نام نہ بتلایا جسکی کتاب سے کچھہ بدل کر یہہ عبارت آپنے نقل کی ہے لیکن نقل کرتے وقت آپکو اتنی عقل نہ آئی کہ کونسی روایت نقل کرنیکے لایق ہوتی ہے اور کونسی نہیں اور جبکہ اتنی ہی عقل مفسر الہام یافتہ میں نہیں ہے تو عوام کو دہوکا دینے کے لئے تفسیر لکھنے کی کیا ضرورت تھی —

پانچویں خطا مفسر الہام یافتہ سے یہہ ہوئی جو لکھتے ہیں کہ ایک جماعت برگزیدہ لوگوں کے قایم کی جنکو فہیم کہتے ہیں پس یہہ کون لوگ ہیں آیا فرشتے آسمان پر تو اونکے خبر مفسر الہام یافتہ کو کہانسے ملگئی آیا انسان اونہیں فہیم کہتے ہیں پس تمام جہان میں ایک ہی ایسا کہنے والا نہیں ہے ہاں کوئی شیخ چلی شاید یہہ پکارتا پہرتا ہو —

(صفحہ ۱۴ جلد اول تفسیر حقانی) قولہ نفس ناطقہ کہ جسکو روح بہی کہتے ہیں لطافت کیوجہ بشرطیکہ کثافت جسمانی اوسپر غالب نہو بڑی قوی اور نہایت عجیب غریب کام کرتی ہے روحانی قوت کے آگے عالم عناصر و عالم اجسام علوی آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ سب دست بستہ حاضر کہڑے رہتے ہیں اسی روحانی قوت ہی کیوجہ سے چاند پہٹ جاتا ہے الخ —

صفحہ ۸۷ جلد ثانی تفسیر حقانی میں مفسر الہام یافتہ کا یہہ قول دیکھنا چاہیئے کہ کتاب یشوع میں آفتاب کا ٹہرانا خلاف عقل بات ہے اور یہاں ارشاد ہوتا ہے کہ روحانی قوت کے آگے عالم عناصر و عالم اجسام علوی آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ سب دست بستہ حاضر کہڑے رہتے ہیں انتہی مگر حضرت یشوع علیہ السلام کیواسطے وہ حضرت یشوع ع جو بحکم الٰہی حضرت موسیٰ ع کے قایمقام ہوئے جو آفتاب ٹہرا جسکا توریت میں ذکر موجود ہے یہہ مفسر الہام یافتہ کی نظر میں خلاف عقل بات ہے اس سے ہر شخص جو دیوانہ نہو فوراً سمجھہ سکتا ہے کہ مفسر الہام یافتہ کو انبیاء علیہم السلام سے کسقدر سخت دشمنی اور دلمیں قساوت ہے اسکے علاوہ اگر بقول مفسر الہام یافتہ روحانی قوت کیوجہ یہہ سب کچھہ ہوتا ہے تو چاہیئے کہ انبیاء علیہم السلام کو ہروقت معجزہ دیکہانے پر قدرت حاصل ہے پس یہہ شرف کسبی ہو جاوے اور وہبی نرہے حالانکہ حقتعالےٰ اپنے پیغمبر صلعم کو حکم فرماتا ہے قل انما الآیات عند اللہ (سورہ انعام رکوع ۱۳) یعنے کہدے کہ معجزے میرے اختیار میں نہیں حقتعالےٰ کے اختیار میں ہیں اور اسیطرح سورہ یونس رکوع ۶ میں ہے کہ قل لا املک لنفسی نفعا و لا ضرا الا ماشاء اللہ اور یہہ جو مفسر الہام یافتہ نے لکھا کہ آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ سب دست بستہ حاضر رہتے ہیں شاید ان کرونکو جولاکہوں کوس لمبے اور چوڑے ہیں دہلی کے عوام الناس آپ نے سمجھہ لیا ہے جو دست بستہ حاضر کہڑے رہتے ہیں اور اسکی ثبوت میں معجزہ شق القمر کی کیا خوب نظیر آپ نے پیش کی ہے کیا حضرت رسول اللہ صلعم کا وہ اختیاری فعل تہا اگر ایسا ہو تو پہر وہ معجزہ منجانب اللہ کب ہوا تم تو روحانی قوت سے معجزہ شق القمر دکہا دو اسیکے بعد مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں کہ جو فقرا کے حلقہ توجہ میں بیٹھکر فیضیاب ہوا وہ تو اس قوت روحانی کا مزا اوٹھائے اور اوسپر ایمان لائے بیٹھا ہے الخ یعنے جو فقرا کے حلقہ توجہ میں بیٹھا ہے وہ تو اس قوت روحانی کا کہ جس سے عالم عناصر و عالم اجسام علوی آفتاب ماہتاب ستارے وغیرہ سب دست بستہ حاضر کہڑے رہتے ہیں اور چاند پہٹ جاتا ہے مزا اوٹھائے بیٹھا ہے جس سے مراد یہہ کہ اوسکے آگے بہی یہہ سب دست بستہ حاضر کہڑے رہتے ہیں اور چاند پہٹ جاتا ہے یعنے وہ بہی معجزہ شق القمر دکہا سکتا ہے شاباش انکو کتنوں ہی کو یقین آیا ہوگا کہ جب مفسر الہام یافتہ اور ونکو یہہ سب ترکیبیں بتلا رہے ہیں تو خود کہانتک اوسمیں کامل ہو چکے ہونگے دنیا حاصل کرنیکی سب سے عمدہ یہی تدبیر ہے لیکن تعجب ہے کہ آفتاب اور ماہتاب ستارے تو اونکے آگے دست بستہ حاضر کہڑے رہتے ہیں تب بہی مفسر الہام یافتہ کو

صفحہ ۶ جلد ثانی تفسیر حقانی میں مفسر الہام یافتہ عیسائیوں و نیچریوں کیطرف خطاب کر کے فرماتے ہیں کہ اگر صدق دلسے توبہ کر کے مسلمان

ہو جائیں اور کسی روشن ضمیر سے چند روز روح کو منور کرنیوالے اشغال سیکھیں تو پھر عالم منازل کے اسرار اور ایسے کلمات کے آثار اونکو دیکھائی دیویں اور روحانیات کا اثر اپنے او پر معائنہ کریں کہ اونکی زبان اور ہاتھہ پاوں سے کسقدر خرق عادات سرزد ہوتے ہیں جو ہم اہل اسلام نے صدہا مخالفوں کو ایسی برکات کا مشاہدہ ہی کرا دیا ہے الخ کیا اب بہی سب لوگ مفسر الہام یافتہ کو صاحب کرامات نہ سمجھیں گے اور جب عیسائی مسلمان ہوں تب ایسے خرق عادات دیکھانیکے اشغال آپ اونکو سکھائیں لیکن لاکھوں مسلمان ہی جو ہندوستان میں موجود ہیں اونمیں سے کوئی بہی اس لایق نہیں کہ اوسے مفسر الہام یافتہ نے کراماتی بنا دیا ہوتا اور ہم اہل اسلام کا فقط از راہ کسر نفسی اور اپنا کمال پوشیدہ رکہنے کیواسطے مفسر الہام یافتہ نے لکہہ دیا مگر مراد خاص تو فقط ہم سے ہے اور جبکہ مفسر الہام یافتہ نے صدہا مخالفوں کو ایسی برکات کا مشاہدہ ہی کرا دیا ہے تو موافقین میں سے کسی ایک کو بہی ایسے برکات کا مشاہدہ نہیں کرا سکتے بلکہ بجای کرامات بیشمار لغویات تفسیر حقانی سے ظاہر ہیں اور آپکی روشن ضمیری یہہ کہ سواد لوح

(صفحہ ۱۷۹ و ۱۸۰ جلد اول تفسیر حقانی کہ وہی تفسیر کا مقدمہ کہلاتا ہے) قولہ اسلام کی بڑی خوبی یہ ہے کہ اوسنے یہہ ہدایت کی ہے کہ اپنا و بیگانہ کچہہ نہ دیکھو بلکہ جسقدر خدا کے فرستادہ لوگ ہیں کہ جنکو انبیا کہتے ہیں خواہ وہ کسی ملک کی ہوں اور جسقدر مقدس کتابیں خدا نے بہیجی ہیں سب پر ایمان لاؤ اگرچہ بحکم وان من امة الا خلا فیہا نذیر ٥ کہ ہر گانوں میں خدا کیطرف کا ہادی آیا ہے ورسلا قد قصصنٰہم علیک من قبل ورسلا لم نقصصہم علیک بعض انبیا کا آنحضرت سے ذکر آیا اور بعض کا نہیں ہر قوم و ہر ملک میں خدا کے ہادی نبی یا اونکے نائب ضرور آئے کہ جنکا علم تفصیلی خدا ہی کو ہے اور اجمالاً ہم سب کو حق جانتے ہیں الخ اپنے اور بیگانہ سے مراد امر دین میں خدا پرست اور بت پرست ہیں کیونکہ ایسے مقام میں یہود و نصاریٰ مسلمانوں سے بیگانہ نہیں ہوسکتے اسوجہ سے کہ نبوت ایکہی خاندان میں رہی یعنے اولاد ابراہیم میں پس اگر بیگانہ ہوں تو مسلمانوں کے مقابلہ میں بت پرستوں کیواسطے کوئی دوسرا لفظ مستعمل نہیں ہے اسکی سوا حق تعالیٰ فرماتا ہے لا تجادلوا اہل الکتٰب الا بالتی ہی احسن الا الذین ظلموا منہم وقولوا اٰمنا بالذی انزل الینا وانزل الیکم والٰہنا والٰہکم واحد ونحن لہ مسلمون (سورہ عنکبوت رکوع ٥) یعنے اور جھگڑا نکرو کتاب والوں سے مگر اوس طرح پر جو بہتر ہو مگر جو اونمیں بے انصاف ہیں اور یوں کہو کہ ہم مانتے ہیں جو اوترا ہمکو اور اوترا تمکو اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اوسیکے حکم پر ہیں حضرت شاہ عبد القادر رحمہ اسکے حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ مشرکوں کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والوں کا دین اصل میں سچ تہا تو انسے اونکی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے اونکی بات کاٹو نرمی سے بات واجبی سمجہا دو انتہیٰ پس یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں کا خدا ایک ہی مگر بت پرستوں کے معبود جدا ہیں اسوجہ سے وہ بیگانہ ہیں پہر یہہ کہ خواہ وہ کسی ملک کی ہوں اس سے فقط عرب اور شام کا ملک نہیں بلکہ وہ کسی ملک کے ہوں پہر یہہ کہ ہر قوم اور ہر ملک میں خدا کے ہادی نبی یا اونکی نائب ضرور آئے پس ہر قوم سے بت پرستان ہند مستثنیٰ نہیں ہیں اور ہر ملک سے ہندوستان مستثنیٰ نہیں ہے اور ہادی یا نبی یا اونکی نائب جو ضرور آئے ہیں ایسے اشخاص جہاں آئیں وہاں گمنام نہیں رہ سکتے ہیں بلکہ زمانہ کے آخر تک اونکا نام قایم رہتا ہے پس ہندوستان میں اور ہندوونکی قوم میں سوا مہادیو اور گنیش اور ہنومان اور کنہیاجی وغیرہ کے جنکو ابتک اہل ہنود مانتے ہیں اور کوئی ہادی یا نبی ظاہر نہیں ہوا اور سیکڑوں تواریخیں ہندوستان کی جنمیں ابتدائے عالم سے اس زمانہ تک کے جزو کل حالات درج ہیں ہندوؤں اور مسلمانوں اور انگریزوں کے پاس موجود ہیں ہندوونکے مذہبی پیشوا اونمیں سوا ان لوگوں کے جو مذکور ہوچکے ہرگز کسی دوسرے ہادی یا نبی کا نام تک نہیں ہے اور زمانہ دراز گزر جانیکے باعث اونکی تعلیمات خواہ کیسی ہے بگڑ گئی ہوں مگر اونکی نام تو نہیں بدل گئے ہیں اور اونکی نسبت مفسر الہام یافتہ صاف اقرار کرتے ہیں کہ اجمالاً ہم سب کو حق جانتے ہیں کیوں نہو سچے رسولوں جیسے حضرت عیسیٰ ع

اور حضرات حواریوں پر تو زنا کاری کا بہتان اور حضرت یشوع کیواسطے آفتاب ٹہرا رہنے کا بطلان اور ہندوؤں کے دیوتاؤں مہادیو وغیرہ پر
کامل ایمان اور یہہ اقرار واثق مندرجہ تفسیر قرآن بکمال شہرت و اعلان فطوبیٰ للشیطان ثم طوبیٰ للشیطان وقال الشیطان لما قضی الامر
ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان (سورہ ابراہیم رکوع ۴) اور چونکہ مفسر
الہام یافتہ کو مسلمان ہونیکا بھی دعوے ہے جس سے ثابت ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلعم کے برابر ان سب ہندو پیشواؤں کو بھی آپ حق
جانتے ہیں کیونکہ اپنے اس عقیدہ میں حضرت رسول اللہ صلعم کو جنہیں مفسر الہام یافتہ نے صفحہ ۸ جلد اول میں حضور علیہ السلام کا لقب
عطا کیا ہے اور دیوتاؤں سے کچھ جدا نہیں قرار دیا ہے اگرچہ اطاعت فقط حضرت رسول اللہ صلعم کی آپ اپنے ذمہ لازم جانتے ہیں جیسے
ہندوؤں میں بھی سب دیوتاؤں میں ہر شخص کسی ایک کی پوجا اپنے ذمہ لازم کرلیتا ہے لیکن ایمان مفسر الہام یافتہ کا سب دیوتاؤں وغیرہ پر
برابر اور صدق دل سے ہے اور جبتک عقیدہ درست نہو کوئی طاعت قبول نہیں ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ
کیونکہ ہر ملک اور ہر قوم کے پیشواؤں پر ایمان لانا صریح منافی اسلام ہے اور جب یہہ حال ہے تو حضرت رسول اللہ صلعم سے مفسر الہام یافتہ
کو از روے ہدایات اسلامی کچھہ علاقہ نرہا کیونکہ کفر و اسلام یہہ دونوں ایک دلمیں قرار نہیں پکڑ سکتے ہیں اور چونکہ آپ اقرار کرچکے بلکہ لکھہ بھی چکے
ہیں بلکہ قرآن کی تفسیر مین لکھہ چکے ہیں پس گویا خدا کے سامنے مفسر الہام یافتہ نے اقرار واثق کیا ہے کہ ہم سب کو حق جانتے ہیں اور قطعی
فیصلہ آپ نے کردیا کہ فی الحقیقت اسلام سے آپکو کچھہ سروکار نرہا اور یہہ دو آیتیں جو مفسر الہام یافتہ نے نقل کی ہیں اونکا مطلب وہ نہیں ہے
جو آپ نے سمجھہ رکھا ہے کہ ہر قوم اور ہر ملک میں خدا کے ہادی نبی یا اونکی نایب ضرور آئے ہیں وہاں تو امم سابقہ کا ذکر ہے جو حضرت
ابراہیم ع اور اونکی اولاد کے پیرو تھے واضح ہو کہ یہہ بات بھی مفسر الہام یافتہ نے سید احمد خانصاحب بہادر کی تہذیب الاخلاق من ابتداے
ماہ جمادی الاول لغایت ماہ رمضان ۱۲۹۶ ہجری کے صفحہ ۷۵ سے اوڑائی ہے جہاں بانی فرقہ نیچر نے لکھا ہے کہ فقط کنعان اور جزیرہ
عرب میں پیغمبر و نکا ہونا کافی نہیں بلکہ ہر ملک میں خواہ فارس خواہ ہندوستان وغیرہ میں پیغمبر کا ہونا ضرور ہے اور اوسی پر ایمان لانے سے
نجات ملیگی انتہی اور چونکہ مفسر الہام یافتہ نے بانے فرقہ نیچر کی طرح اپنا بھی یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے پس اون دونوں سید احمد خانصاحب بہادر
اور مفسر الہام یافتہ دونوں کی ایسی باتوں کو پڑہ کر کہانتک لوگ بت پرستی کیطرف مائل ہونگے خاص کر قرآن کی تفسیر میں ایسی باتیں زیادہ تر
مسلمانوں کے دلونپر اثر کرینگی اب اگر کوئی کہے کہ مفسر الہام یافتہ سے بمقتضائے بشریت یہاں غلطی ہوگئی ہے تو یہہ صحیح نہیں ہے کیونکہ جو
بات الہام الٰہی سے لکھی جاے اوسمیں غلطی واقع نہیں ہوسکتی اور صفحہ جلد ثانی تفسیر حقانی میں خود مفسر الہام یافتہ نے اقرار کیا ہے
کہ الہام الٰہی نے مجھہ سے بے لیاقت کو اردو میں تفسیر لکھنے پر مامور کیا ہے انتہی جس سے ثابت ہوا کہ غلطی سے نہیں بلکہ نہایت واقفی جانکر
مفسر الہام یافتہ نے یہہ اپنا عقیدہ سب پر ظاہر کردیا ہے اور چونکہ صفحہ ۲۷ جلد اول باب دوم فصل اول میں مفسر الہام یافتہ وحی والہام
کی صفت یوں بیان فرماتے ہیں کہ اکثر جگہ دونوں لفظوں کے ایک ہی معنی مراد ہوتے ہیں۔ لغوی معنی کے لحاظ سے غیر انبیا پر بھی
اسکا اطلاق ہوا ہے جیسے کہ واوحی ربک الی النحل واوحینا الی ام موسیٰ واوحی فی کل سماء و اذ اوحیت الی الحواریین وان الشیاطین لیوحون الی اولیاءھم
الخ یہاں سے اوس فقرہ کا مطلب بھی صاف ہوگیا کہ الہام الٰہی نے مجھہ سے بے لیاقت کو اردو میں تفسیر لکھنے پر مامور کیا یعنے انما
انا بشر مثلکم یوحی الیّ دوسری بات قابل غور یہہ ہے کہ اوحیت الی الحواریین کو اوحی ربک الی النحل کے ساتھہ مفسر الہام یافتہ نے
نقل کیا ہے اور پیشتر بھی یہہ لکھدیا کہ غیر انبیا پر بھی اسکا یعنے لفظ وحی کا اطلاق ہوا ہے جس سے بطور خود یہہ ثابت کیا ہے کہ حواریین

مثل عوام الناس کے تھے ایسی لیاقت کے لوگ اس زمانہ میں تفسیر قرآن کی لکھتے ہیں خدا کی قدرت ہے لیکن سورہ یٰسین میں اذ جاءھا المرسلون اور فقالوا انا الیکم مرسلون اور قالوا ربنا یعلم انا الیکم لمرسلون وما علینا الا البلاغ المبین اور قال یٰقوم اتبعوا المرسلین جو بار بار آیا ہے یہہ حواریوں کیواسطے نہیں بلکہ نخل کیواسطے ہوگا اور کیا عجب ہے کہ مفسر الہام یافتہ کیواسطے ہو اب کہانتک اس الہامی تفسیر حقانی کے فضائل لکھتا رہوں اوس ساری تفسیر میں اول سے آخر تک اسی قسم کے مضامین سمجھہ لینا چاہئے ایک لطیفہ قابل یاد یہاں لکھنا خالی از لطف نہوگا کہ چند سال گذرے شاہجہانپور میں ایک میلہ خداشناسی مقرر ہوا تھا اور اوسمیں عیسائیوں اور ہندوں سے مناظرہ قرار پایا تھا اور مسلمانوں کیطرف سے مولینا حاجی محمد قاسم صاحب رحمہ اللہ بعضے اور مناظرین کو ہمراہ لیکر اوس میلہ میں گئے تھے اوس مناظرہ میں عیسائیوں کیطرف سے ایک سنجیدہ بیان ذی علم پادری نے یہہ تقریر مجمع کے روبرو سنائی کہ جیسے ایک خدا سب کا خدا ہے اسیطرح الٰہی مذہب بھی سب کیواسطے خدا کیطرف سے ہونا چاہئے اور جو سچا مذہب ہوگا ضرور ہے کہ اپنے سب بندوں میں خدا اوسکے شایع ہونیکا سامان کرے پس مسیحی مذہب کی منجانب اللہ ہونیکی یہہ علامت ظاہر ہے کہ انجیل ڈہائی سو زبانوں میں گویا روے زمین کی تمام عمدہ زبانوں میں ترجمہ ہو کر شایع ہوئی کوئی جزیرہ اور کوئی ملک ایسا نہوگا جہاں اونہیں لوگوں کی زبان میں انجیل کی منادی نہ کی جاتی ہو پس یہہ مسیحی مذہب اگر سچا مذہب نہوتا تو خدا اسکی اسقدر ترقی اور شہرت نہونے دیتا اوسوقت مولینا حاجی محمد قاسم صاحب کے ہمراہی ایک مناظر نے کہ جسکا نام سب جانتے ہیں یہہ جواب دیا کہ اگر یہہ کثرت ترجمات انجیل اور انکے اشاعت ہر ملک میں علامت صداقت مذہب مسیحی قرار پائی ہے تو یہہ کثرت ترجمات اٹھارویں صدی عیسوی سے ہوئی ہے اس سے یہہ ثابت ہوا کہ سترہ سو برسوں تک یہہ مذہب سچا نتہا کیونکہ اوس مدت تک یہہ کثرت ترجمات اور ہر ملک میں انکی اشاعت نہوئی تہی اور جو مذہب کہ اس قاعدہ مقررہ پادری صاحب کے بموجب سترہ سو برسوں تک سچا مذہب نہ ثابت ہو پس وہ اٹھارہ ویں اور انیسویں صدیوں میں کیونکر سچا مذہب ہو جائیگا اسی جواب کے بعد اوس مناظرہ کا خاتمہ ہو گیا تہا اوسکے بعد یہہ سوال و جواب دہلی اور دیگر شہروں کے اخباروں میں بار بار مطبوع و مشتہر ہوئے تہے اسی خبر کو حضرت مفسر الہام یافتہ نے صفحہ ۲ ۱۸ جلد اول تفسیر حقانی میں جو مقدمہ تفسیر حقانی کہلاتا ہے بکمال مشیخت عالمانہ اپنی طرف سے اسطرح پر نقل فرمایا ہے کہ گویا حضرت مفسر الہام یافتہ ہی سے یہہ سوال و جواب ہو رہا ہے لیکن یہاں بھی جیسے اور کتابوں کی عبارتیں نقل کرتے ہیں مفسر الہام یافتہ کی عقل کا حال ہے جواب کا سارا مضمون جو مفسر الہام یافتہ کو یاد نرہا تو آپ فرماتے ہیں کہ انجیل کی شہرت جو کچہہ ہے سو تخمیناً ہزار برس سے ہے پس لازم آیا کہ اوس سے پیشتر یہہ کتاب الہامی نتہی یہہ ہو گئی انتہی یعنے اوس میلہ شاہجہانپور کے مناظرہ میں جو یہہ جواب دیا گیا تہا کہ کثرت ترجمات انجیل اٹھارویں صدی میں ہوئی جسکا مطلب یہہ ہے کہ قریب دو سو برسوں سے یہہ کثرت اور شہرت انجیل کی ہوئی ہے اوسے آپ بکمال قابلیت فرماتے ہیں کہ انجیل کی شہرت جو کچہہ ہے سو تخمیناً ہزار برس سے ہے الخ جب واقفین مناظرہ شاہجہانپور نے مصنف تفسیر حقانی کی ایسی حرکت خفیف اور چالاکی طفلانہ دیکھی تو انگشت بدندان ہو گئے اور اس تفسیر حقانی میں بہت جگہہ مفسر الہام یافتہ نے ایسا ہی کیا ہے چنانچہ صفحہ ۵ ۷ جلد ثانی میں حضرت علی رض کے اوس مشہور قول کو جو دہریہ کے جواب میں فرمایا تہا مفسر الہام یافتہ نے اپنا قول بنا لینے میں ذرا بھی شرم نہیں کی غرض جبکہ اسلامی معلومات میں مفسر الہام یافتہ کا یہہ حال ہے تو غیر مذہبوں کی معلومات کو اسی پر قیاس کر لینا چاہئے جسکے واسطے مفسر الہام یافتہ نے ہنوز نہیں

لطیفۂ مناظرۂ شاہجہانپور

حضرت علی کا قول مشہور

ہلوان مشہور ہونیکے سئیے یہہ دعوے کیا ہے کہ تمام مذہبوں کا رد اس تفسیر حقانی میں کر دیا ہے اور اگرچہ مسیحی علماء اور علماء اسلام نے جو کتابیں رد ہنود میں بزبان اردو سلیس لکھکر شایع کر دی ہیں اونہیں دیکھہ کر ایسی کتابیں تصنیف کرنا اب نہایت آسان ہے لیکن مفسر الہام یافتہ جیسے عقل والے کو اوس اردو عبارت کا سمجھنا بھی آسان نہیں ہے گویا اون کتابوں کی عبارتیں نقل کرکے مفسر الہام یافتہ نے اون کتابوں کے مصنفوں کو بھی بدنام کیا چنانچہ صفحہ ۱۸ جلد اول تفسیر حقانی میں مفسر الہام یافتہ فرماتے ہیں کہ برہما اہنکاری یعنے شہوت پرست ہے الخ کسی کتاب میں آہنکاری کے لفظ میں الف آپ کو نسوجھہ پڑا اسلیئے اوس لفظ کو ہنکاری سمجھا اور پہر معنے اوسکے شہوت پرست ارشاد ہوئے حالانکہ جاہل بھی اس مشہور لفظ کے معنی جانتے ہیں کہ آہنکار غرور کو کہتے ہیں اور آہنکاری مغرور اسیطرح صفحہ ۱۰۳ جلد اول کے آخر میں جگوں اور پرانوں کے نام مفسر الہام یافتہ نے نقل کئے ہیں لیکن نقل کرتے وقت وہ نام جو مفسر الہام یافتہ صحیح پڑہی نہ سکی تو ایسے لفظ لکھہ دیئے ہیں کہ اس رسالہ میں اونکا ذکر لکھنے سے شرم آتی ہے اور جگوں کی تعداد مدت مفسر الہام یافتہ نے یہہ لکھی ہے کہ ہر زمانہ کے اٹہاسی ہزار یا کچہہ کم زیادہ مدت قرار دیتے ہیں الخ یعنے اہل ہنود یہہ مدت قرار دیتے ہیں استغفر اللہ اور آخر میں سوط اللہ الجبار کے صفحہ ۷۰ کا حوالہ بھی لکھہ دیا ہے جسے دیکھہ کر اہل ہنود مصنف سوط اللہ الجبار پر قہقہہ لگاتے اور اونکے معلومات کی بیطرح تضحیک و تحقیر کرتے ہیں حالانکہ نہ فقط صفحہ ۷۰ سوط اللہ الجبار بلکہ تمام کتاب سوط اللہ الجبار میں کہیں بھی چاروں جگوں کی ہر زمانہ کی اٹہاسی ہزار یا کچہہ کم زیادہ مدت نہیں لکھی ہے مگر مفسر الہام یافتہ نے جیسے اوس جہونٹہی حدیث قصہ عزیر کو جسمیں ممانعت توریت پڑہنے کی ہے صحیح بخاری کی حدیث صفحہ ۲۴ جلد ثانی تفسیر حقانی میں لکھدیا حالانکہ نہ فقط صحیح بخاری بلکہ تمام کتب صحاح میں کہیں بھی اوس حدیث کا نام و نشان تک نہیں ہے اسیطرح یہاں صفحہ ۱۰۳ جلد اول میں سوط اللہ الجبار کے صفحہ ۷۰ کا حوالہ لکھدیا ہے اور اپنے ساتہہ مصنف سوط اللہ الجبار کو بھی لوگوں کی نظر میں حقیر کیا اگرچہ یہہ ایسی باتیں ہیں کہ بچے اور عورتیں تک جانتے ہیں اور ہر سال تقویمیں جو اہل ہنود میں مشتہر ہوتے ہیں ہر تقویم کے شروع میں بھی لکھا ہوتا ہے کہ ست جگ کی مدت سترہ لاکہہ اٹہائیس ہزار برس - ترتیا کی مدت بارہ لاکہہ چہیانوے ہزار برس دواپر کی مدت آٹہہ لاکہہ چونسٹہہ ہزار برس کلجگ کی مدت چار لاکہہ بتیس ہزار برس پس جب ایسی عام باتوں سے بھی اہل ہنود کی مفسر الہام یافتہ کو خبر نہیں ہے تو سمجہہ جاوکہ اور اصول و فروع مذہب ہنود سے انہیں کیا خبر ہوگی اور محققین کی اردو تصنیفوں کے بہروسہ پر جو کچہہ آپ نے تفسیر حقانی میں یہہ مشہور کیا ہے کہ سب مذہبوں کا رد کر دیا یہہ لوگوں کو محض دہوکا دیا ہے ہندی کا ایک لفظ بھی تو مفسر الہام یافتہ پڑہ نہیں سکتے لیکن نہ فقط ہندی بلکہ انگریزی کے بھی چند الفاظ کسی سے پوچہہ کر آپنے جلد ثانی تفسیر حقانی میں استعمال کئے ہیں دیکہو صفحہ ۱۳ جلد ثانی میں آپ کا قول انگریزی میں نون تکرہ پر لفظ دی آتا ہے اور صفحہ ۱۲۹ جلد ثانی میں الیشر اور گاڈ اور قرآن کی تفسیر میں یہہ بھی ضرور تہا کہ تبرکاً انگریزی الفاظ بھی شامل کر دئے جائیں تاکہ علامہ دہر ہونے کا ان بیوقوفوں میں مشہور ہوں حالانکہ حروف تہجی بھی انگریزی کے آپ نہیں پڑہ سکتے ہیں اور جسطرح مفسر الہام یافتہ کو صریح جہوٹہہ کہنے میں مطلق شرم نہیں ہے جیسے کہ اوس جہونٹہی حدیث کو بخاری کی حدیث لکھدیا اور مناظرہ میلہ شاہجہانپور کے قول کو جو حضرت علی ع نے جو دہریہ کو جواب دیا تہا اس سب کو مفسر الہام یافتہ نے اپنا طبع زاد بنا لیا اور سید احمد خان صاحب بہادر کی تردید مشہور کرکے بار بار اونہیں کی پیروی کی ہے اور تعین مدت چار جگوں میں سوط اللہ الجبار کا حوالہ لکھدیا اور صاحب تفسیر کبیر کو توریت میں تحریف ثابت کرنیوالا لکھدیا و علے ہذا القیاس اسی جواب تفسیر حقانی میں دیکھنا چاہیے کوئی یہہ نہ سمجہے کہ میں نے ہی اس جواب تفسیر حقانی میں

کوئی بات مفسر الہام یافتہ کی شان میں خلاف واقع بیان کی ہے جو کوئی چاہئے انگریزی اور سنسکرت پڑھوا کر مفسر الہام یافتہ کی حقیقت معلوم کر لی اب دیکھ لیا کہ مفسر الہام یافتہ کو نہ علم قرآن سے بہرہ ہے نہ علم حدیث سے نہ علم تفسیر سے نہ علم لغت سے نہ تاریخ سے نہ جغرافیہ سے یہانتک کہ سیدھی اردو بھی بولنی نہیں آتی اور یہانتک کہ قرآن کی چھوٹی سورۃ بھی یاد نہیں ہے اور مسلمانوں کو تو یاد ہی ہے آپ اسلام کے جاہل ہیں اسوجہ سے اصول اسلام بھی مفسر الہام یافتہ کو واقفیت نہیں ہے چنانچہ مخالفت کتب و رسلہ سے ظاہر ہے نہ خدا کا خوف کہ الہام یافتہ ہونیکا دعوے اسپر ڈال ہے نہ انسانوں سے شرم ہے اور غیر مذہبوں سے کچھ بھی واقف ہونیکا تو کیا ذکر ہے اور اسی جواب تفسیر حقانی میں میری ان سب باتوں کا ثبوت موجود ہے -

اب مولانا اور بالفضل اولینا عبد الحق مصنف تفسیر حقانی کو چاہیے کہ ان چند ورقوں **جواب تفسیر حقانی** کی تردید اپنے سب مددگاروں اور معاونوں کو شریک کر کے قابل پسند ہو ارقام فرمائیں اور اگر یہ نہ ہوسکے تو کمال بیغیرتی ہے کہ پھر مولانا بنکر لوگوں کو منہہ دکھائیں

تمت

دستخط علماء کرام

چونکہ تفسیر حقانی کی عبارت سے مفسر کی سخت بدبینی اور دین اسلام کی کمال فضیحت ظاہر ہے اور کلام الہی کی تفسیر میں ایک کفر بہتوں کی گمراہی کا باعث ہوا ہوگا کیونکہ حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرات حواریوں پر جھوٹھا الزام زناکاری لگا کر مفسر نے اپنا ایمان برباد کرنیکے علاوہ گویا مخالفین اسلام کو ترغیب دی کہ وہ بھی اسلام پر جھوٹے سچے الزام لگانے سے نہ شرمائیں اور حقیقی بادشاہ کو شہوت پرستوں کی فرمائشیں بہم پہونچانیوالا تفسیر حقانی میں بیان کر کے دین اسلام کو ساری قوموں کی نظر میں ذلیل کیا اور قرآن میں بکثرت جھوٹھی آیتیں ظاہر کر کے علاوہ بیحرمتی و بے اعتباری قرآن کی خدا پر جھوٹھہ بولنے کی تہمت لگائی اسیطرح اور اس سے سخت تر کفریات تفسیر حقانی میں ہیں اور بعض انمیں سے اس جواب تفسیر حقانی میں منقول ہیں - پس اس کتاب جواب تفسیر حقانی کے مصنف کو آفرین اور ہزار آفرین ہے کہ جنے استعداد تہذیب کلام اور نرمی بیان کے ساتھہ تفسیر حقانی جیسی قابل نفرت کتاب کی کفریات اور خرافات کو لوگوں پر ظاہر کردیا اور مفسر کی ذاتیات سے اگرچہ وہ بھی فائدہ عام کا باعث تھی محض بپاس شرافت خود بحث نہیں کی اور عالی ظرفی کو کام فرمایا اب مسلمانوں کو جو خوف خدا اور عاقبت کی پروا رکھتے ہوں ضرور ہے کہ بموجب حکم خدا و رسول ایسا سخت کفر بکنے والے مفسر کے سایہ سے بھی بچتے رہیں فقط

خادم العلماء محمد عبد الواسع عفی عنہ

ایضاً

مصنف تفسیر حقانی کے کفر پر خود تفسیر حقانی کی عبارت فتوے دے رہی ہے کیونکہ جو اوسکو دیکھیگا بے تحاشا نفرین اوسکی زبان پر جاری ہوگی جسطرح اس جواب تفسیر حقانی میں اسکے مصنف کی تحمل و تہذیب کو دیکھکر ہر شخص کی زبان سے بیساختہ صدائے آفرین بلند ہوگی پس تفسیر حقانی کی مصنف کا صریح کفر محتاج بیان نہیں ہے اور ہر ایماندار کو ضرور ہے کہ وہ مفسر موصوف سے بعد المشرقین اختیار کرے تاکہ وہ بھی اس دشمن خدا کے ساتھہ عذاب الہی میں نہ مبتلا ہو محمد یسین

ایضاً

تفسیر حقانی کی ساری کفریات سے ظاہر ہے کہ اوسکے مصنف عبدالحق کو دراصل اسلام سے کچھہ بھی تعلق نہیں ہے بلکہ اس شخص کا ارادہ ایسا ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں میں ملکر اسلام کی بے اصلی بوسیلہ تفسیر کلام الہی سب کے ذہن نشین کرے تاکہ اس دھوکے میں آکر سب لوگ دین اسلام سے نفرت کریں اسیوجہہ سے حضرت عیسیٰ ع اور حضرات حواریوں کو زناکار اور قرآن میں بیشمار جھوٹی آئتیں اور حقانی کو شہوت پرستوں کی فرمائشات کا پورا کرنیوالا اور ہر بڑے مسئلہ میں نیچریوں کی تائید و تثلیث وغیرہ کفریات کا تفسیر حقانی میں لکھنا مفسر کو کچھہ مشکل نہ معلوم ہوا ورنہ کوئی مسلمان ایسی روسیاہی کی جرات ہرگز نہیں کرسکتا ہے اس سے ثابت ہے کہ یہہ دشمن خدا یشتری نے مسلمان نہیں ہے اور فقط دین اسلام سے لوگوں کو نفرت دلانیکی تدبیر کرنیکی غرض سے مسلمان مشہور ہوا ہے اور اسیلئے بدعوائے الہام یافتہ ہونیکے یہہ تفسیر حقانی تصنیف کی ہے پس آفرین ہے مصنف جواب تفسیر حقانی کو کہ جس نے اس تفسیر حقانی کے سارے کفریات کو لوگوں پر ظاہر کردیا اور مسلمانوں کو تا ابد اپنا مشکور بنایا فقط مرزا عابد حسین عفی عنہ

اب اس تمام خاتمے کے صلہ میں مفسر الہام یافتہ کو چاہئے کہ وہ لاکھہ روپئے جسکا وعدہ آپ نے جلد اول تفسیر حقانی کے آخر میں اوس تفسیر کا جواب لکھنے والے کیواسطے کیا ہے عنایت فرمائیں فقط

تمام شد

اعلان

اس کتاب میں نقل عبارت تفسیر حقانی کے بعد جواب کا لفظ نہیں لکھا ہے اسکی وجہ یہہ ہے کہ اکثر جگہہ ہمیں اوسی عبارت تفسیر کی تشریح کردی ہے پس ہر جگہہ الخ کے بعد سے جواب کی عبارت تصور کرنی چاہئے

(یہہ کتاب بہت جلدی میں چھاپی گئی اسلئے اسمیں اکثر غلطیاں رہگئیں اور اسوقت تک جو نظر سے گزریں وہ انکا اغلاطنامہ درج ذیل ہے)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۹	سی پر	اسی پر	۲۰	۲۰	جہان نانی	جہان فانی
۵	۲۰	وہ اب	اب	〃 حاشیہ	۱	دعاکے	دعاسے
۶	۱۹	یا محاورہ حروف و کلمات و یا تصدیق فقط	بامحاورہ حروف و کلمات و با تصدیق فقط	〃 آخر کالم ۲	۸	۱ ھلے	۱ ھ سے
۲۰	۱۴	صنت	صفت				

نقل خط مولوی محمد زمان صاحب

عنایت فرمائے من -- دونوں جلدیں تفسیر حقانی جو میں نے واسطے دیکھنے کے آپ سے لی تہیں واپس خدمت عالی کرتا ہوں ان دونو جلدوں کو میں نے متفرق مقاموں سے پڑہا ایسا خرافات کسی کتاب میں کبہی میری نظر سے نہیں گزرا تہا صفحہ ۱۳۵ جلد اول میں دہوبی سنوں کے کہنڈ اور کلغی اور طرہ والوں کی مرہٹی کا ذکر کرکے لکہا ہے کہ چونکہ یہہ کتاب یعنے قرآن تمام جہان کے لئے بہیجی گئی ہے اور اولاً اور بالذات عرب مخاطب بنائے گئے ہیں اسلئے اسکی زبان تو عربی رکہی مگر اسکی موزونیت میں تمام جہان کے طبایع کی رعایت رکہی انتہی یعنے دہوبی سنوں کے کہنڈ اور کلغی اور طرہ والوں کی مرہٹی کا محاورہ اور طرز بہی قرآن میں استعمال کیا گیا ہے اور صفحہ ۸۴ جلد اول میں ہے کہ تفسیر اتقان وغیرہ کتب میں مذکور ہے کہ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ یہہ آیت لقد جاءکم رسول من انفسکم الایہ میں نے تمام جگہ تلاش کی کہیں نہ ملی مگر ابی خزیمہ انصاری کے پاس لکہی ہوئی ملی اسیطرح حضرت عایشہؓ سے منقول ہے کہ ایک آیت لکہی ہوئی ہمارے ہاں پلنگ کے نیچے پڑی تہی بکری کہا گئی انتہی اسکے بعد مفسر نے لکہا ہے کہ یہاں تو حفظ پر مدار تہا انتہی لیکن اوسوقت تمام قرآن کے حافظ کہاں موجود تہے اسیوجہ سے زید بن ثابت کو ہر جگہ سے قرآن جمع کرنے پڑا یہاں تک کہ ایک آیت سوا ابی خزیمہ اور کسیکے پاس نہ ملی اور صفحہ ۸۶ میں خود ہی مفسر نے لکہا ہے کہ آنحضرت نے کسی آیت کی تفسیر فرمائی اور لوگ اوسکو آیت سمجہے انتہی پس اگر ایسے حافظ ہوئے ہی تو اونپر حفاظت قرآن کا کب مدار ہوسکتا ہے پس اس مفسر نے ایسی باتیں لکہکر قرآن پر اعتراض کرنے والوں کو دلیر کردیا پہر صفحہ ۸۶ میں لکہا ہے کہ ہنود کے وید اور پارسیوں کی دساتیر میں بہی حضرت کے دین پاک کے ظہور کا ذکر ہے انتہی یعنے وید و دساتیر میں دین اسلام کی بابت پیشین گوئی ہے اور چونکہ ویسا ہی ظہور بہی ہوا تو یہہ کتابیں کلام الہی ثابت ہوئیں اور قرآن مجید دہوبی سنوں کے کہنڈ سے مشابہ کیا گیا آیا یہہ مفسر کچہہ دیوانہ ہے یا مسلمانوں کو اسنے دیوانہ سمجہہ لیا ہے باوجود ان باتوں کے ہنود و آتش پرستوں وغیرہ کو رد کرنیکا دعواے کرتا ہے حالانکہ قرآن اور اسلام کو رد کررہا ہے پہر صفحہ ۷۰ جلد ۲ میں انجیل کے بعض آیات نقل کرکے لکہا ہے کہ یہہ عبارت صاف صاف ان آیات قرآنیہ کے مضمون کی تصدیق کررہی ہے انتہی بہلا جب قرآن سیکڑوں سول بعد انجیل کے نازل ہوا ہے تو قرآن مجید انجیل کی تصدیق کرتا ہے یا انجیل قرآن کی یہہ باتیں اس مفسر کی صریح جہالت ظاہر کرتی ہیں پہر صفحہ ۲۵ جلد ۲ میں حضرت عیسیٰ عم کی دعا کا جسمیں یہہ فقرہ ہے کہ ہمارے روز کی روٹی آج ہمیں دے ذکر کرکے لکہا ہے کہ پیٹ بہرنے کی دعا تو گدا بہی ہر روز مانگتا ہے انتہی معاذ اللہ حضرت عیسیٰ عم کو اس بیدین مفسر نے گدا ثابت کیا ہے جبہی مسلمانوں پر یہہ ادبار ہے کہ جن پیغمبروں پر ایمان لانا اسلام کی اصل قرار دی گئی اونہیں کی ایسی فضیحتی کیجاتی ہے اس سے ثابت ہے کہ یہہ اب وہ مسلمان نہیں ہیں جو خدا اور رسول کیطرف سے تعلیم کئے گئے پہر صفحہ ۱۵ جلد ۲ میں لکہا ہے کہ خدا بشکل حضرت مسیح نو مہینے رحم میں خون کہا کر مقام مخصوص سے پیدا ہوا اور تمام دنیا کے گناہوں کو دہوبی کی لادی کیطرح گٹہری باندہ کر اپنی پشت پر لاد لیگیا انتہی یہہ ٹہکڑ بازی حضرة بی بی مریمؑ کے ساتہہ کسی تفسیر میں دیکہی گئی باوجود اسکے صفحہ ۱۹۴ جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ جلد اول میں مفسر نے قرآن کو قرار واقعی ملامت اور اونکی مذمت کی گئی ہے اور صفحہ ۱۰۶ جلد اول میں لکہا ہے کہ اوس سخت قوم یعنے یہود دلیوں پر کہ جنکے ہات سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بہی رو رو دئے انتہی اس رو رو دئے کے لفظ پر حضرت موسےٰ عم کی نسبت غور کرنا چاہئے ایسی باتوں سے ثابت ہے کہ یہہ مفسر انبیاء علیہم السلام کو مثل عوام الناس کے جانتا ہے یا غالباً یہہ مسلمان نہیں ہے اور کسی مصلحت سے مسلمان مشہور ہوا ہے پہر صفحہ ۱۹

جلد اول میں لکھا ہے کہ نجاشی نام نصرانی تہا توراۃ و اناجیل سے خوب ماہر اون کتابوں میں حضرت کی بشارت دیکھہ کر ظاہر ہونیکا منتظر تہا انتہی اور صفحہ ۸۰ جلد اول میں لکھا ہے کہ ورقا بن نوفل کتب سماویہ سے واقف تہے انتہی اور صفحہ ۷ جلد ۲ میں بڑے طول کلام سے ثابت کیا ہے کہ توریت و انجیل و زبور وغیرہ الہامی نہیں ہیں پس اگر یہہ کتابیں صحیح اور الہامی نہیں ہیں تو نجاشی اور ورقا توریت و انجیل سے واقف ہونیکے سبب کیوں تعریف کے مستحق ہو گئے پہر مفسر صاحب تواریخ دان ایسے ہیں کہ صفحہ ۸۹ جلد اول میں لکہتے ہیں کہ آپ کے بعد صحابہ نے روم و شام مصر و ایران فتح کئے انتہی حالانکہ ساتویں صدی ہجری میں روم فتح ہوا اور ترکوں نے اوسے فتح کیا ہے نہ یہہ کہ صحابہ نے اس شخص کو یہہ تفسیر لکہنی کیا ضرور تہی کوئی اور پیشہ یا ہنر کیوں نہ سیکہ لیا سید احمد خان صاحب بہادر نے تفسیر القرآن کے صفحہ ۲۴ میں عربوں کو لٹیری چور قزاق وغیرہ لکہا ہے اس مفسر نے بہی صفحہ ۱۳۰ جلد اول میں آنحضرت صلعم اور قرآن کی بابت لکہا ہے کہ ایسے شخص کا جمع کرنا جو ایسے وحشی ملک کا رہنے والا ہو کہ جہاں سوائے کشت و خون اور چوری و زنا و بت پرستی کے اور نہ کسی علم کا گزر ہو نہ کسی ہنر کا انتہی اس سے یہہ مطلب نکلا کہ ایسے وحشیوں میں پیغمبر بنجانا کیا مشکل تہا حالانکہ اونہیں عربوں کے بڑے فصیح قصائد آجتک مشہور ہیں اور اونہیں عربوں میں حضرت علی ؑ اور دیگر صحابہ بڑے ذی علم بلکہ مجتہد وقت ہوئے ہیں کیا وہ کسی غیر ملک کے مدرسہ میں کبہی علم سیکہنے گئے ہیں پہر صفحہ ۱۷۴ جلد اول میں نامہ حواریان اور صفحہ ۱۶۶ جلد اول میں کتاب دسمت آئینے لکہا ہے یہہ نام کتابوں کے سوا اس مفسر کی کبہی کسینے سنی ہونگی اور صفحہ ۱۲۹ میں اہل طرح اردو بولنے والے کی مفسر نے یوں صفت بیان کی ہے اردو زبان میں بڑا شہسوار غرض یہہ مفسر تو اسلام میں ابہی تازہ وارد معلوم ہوتا ہے آباے مسلمانوں کا یہہ لب لہجہ تو ہو نہیں سکتا پہر صفحہ ۶۸ جلد اول میں لکہا ہے کہ یہہ عالم حرکت تدریجی کے ساتہہ اس سے یعنے خدا سے ظہور کرتا ہے کہ اول مرتبہ ذات بحت پہر درانفصیل بجانات تجرد پہر ظہور عالم حسی انتہی چونکہ عالم حسی میں ہر طرحکی مخلوق شامل ہے پس جب حیوانات تک اور انسانوں میں ہر فاسق و فاجر تک اول مرتبہ ذات بحت ہوئی تو وہ سب خدا ثابت ہوئے اب حضرت عیسیٰ ؑ کی خدائی سے انکار کی کیا وجہ ہے خدا جانے کس مذہب کی یہہ تعلیمات تفسیر قرآن مجید میں اس مفسر نے لا کر داخل کئے ہیں پہر صفحہ ۱۲ جلد اول میں لکہا ہے اس حدیث میں کنت سمعہ الذی یسمع بہٖ اسی طرف اشارہ ہے اور اسی مرتبہ میں وحدت وجود کا راز کہلتا ہے انتہی پس جب ساری مخلوق ہی خدا ہو گئی تو نصاری کے تو یہہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ ؑ خدا ہیں یا ہندوؤں کا یہہ کہنا کہ رام چندر اور کنہیا جی خدا ہیں کون باطل کر سکتا ہے اور قرآن مجید کی تفسیر میں یہہ وحدت وجود بیان ہو رہا ہے اب ساری شریعت کو خیرباد کہہ دیا گیا غرض اسیطرح اس تفسیر میں بیشمار مقامات نظر سے گزرے فقط آپکی اطلاع کے واسطے یہہ چند مقامات اوس تفسیر کے میں نے نقل کر دئے ہیں

ہیچمدان محمد زمان

قطعہ تاریخ تصنیف جواب تفسیر حقانی از نتائج طبع رسا میر محمد زکی صاحب پوری

بیک لاحول چون خوانی یقیناً
گریزد جند شیطانی یقیناً
شود در رہبری ہم پایۂ خضر
کجا غول بیابانی یقیناً
رد تفسیر حقانی رقم کرد
پئی تائید قرآنی یقیناً

خدا راضی و روح انبیا شاد
ازین تحریر لاثانی یقیناً
بود بے بہرہ عفریت تبہ کار
ز اخلاق سلیمانی یقیناً
نگوں شد گردن تدویر و تلبیس
عیان شد کفر پنہانی یقیناً

مراد دل کنی حاصل بتعجیل
ز مہر پاک یزدانی یقیناً
عجب از گردش گردوں کہ چون بحر
کند دولاب طغیانی یقیناً
ہمیں تاریخ تصنیفش بدیہیست
ردے تفسیر حقانی یقیناً
۱۳۰۴ ہجری

ز عبد الحق شد آسان رد اسلام
بانجیل خوان نصرانی یقیناً
بہر دین شد آخر چوش غیرت
محیطے گشتہ طوفانی یقیناً

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس ... کو ... کتابیں ایک ایک ہفتہ کیلئے [illegible] عہدہ داران جامعہ

۲۔ اساتذہ جامعہ عثمانیہ ... کتابیں ایک ایک ہفتہ کیلئے اور اشد ضرورت [illegible]

۳۔ اراکین دار الترجمہ ... کتابیں ایک ایک ہفتہ کیلئے [illegible]

۴۔ طلباء ایم اے ال ال بی ... کتابیں ایک ایک ہفتہ کیلئے

۵۔ طلبہ ... کو ایک کتاب ... ہفتہ کیلئے [illegible]

۶۔ مدت مقررہ پر کتابیں واپس نہ کی جائیں گی تو ... کرایہ فی روز

۷۔ ... کتاب ... ادا کرنا ہوگا

۸۔ ... کتاب ... گم ہو جائے ... قیمت ...

۹۔ کتابیں ... ہر قسم کا نشان ... لگانا منع ہے

۱۰۔ ... کتابیں ... واپس کی جائیں

دستخط ... کتب خانہ